﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد۱۰ — جمعۃ المبارک ۱۸/اپریل ۲۰۰۳ء — ۱۶/صفر ۱۴۲۴ہجری قمری — ۱۸/شہادت ۱۳۸۲ہجری شمسی — شمارہ۱۶

محبت الٰہی اور بخشش کی دعا

حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک وفا شعار صحابی منشی رستم علی صاحبؓ کو فرمایا کہ سجدہ میں دن رات کئی دفعہ یہ دعا پڑھیں۔

يَا اَحَبَّ مِنْ كُلِّ مَحْبُوبٍ اِغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَادْخِلْنِيْ فِيْ عِبَادِكَ الْمُخْلَصِيْنَ۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبرسوم صفحہ ۷۴ ملفوف نمبر ۱۱۷)

ترجمہ: اے ہر پیارے سے زیادہ پیاری ہستی مجھے میرے گناہ بخش دے اور مجھے اپنے مخلص بندوں میں داخل کرلے۔

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

قرآن شریف نے یاجوج ماجوج کی وہ علامتیں مقرر کی ہیں جو صرف یورپ کی سلطنتوں پر ہی صادق آتی ہیں۔ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ یاجوج ماجوج کے زمانہ میں ظاہر ہونے والا مسیح موعود ہی ہوگا۔

”قرآن شریف میں ایک اور بھی پیشگوئی ہے جو جسمانی اجتماع کے بعد روحانی اجتماع پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ ﴿وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا﴾ یعنی ان آخری دنوں میں جو یاجوج ماجوج کا زمانہ ہوگا دنیا کے لوگ مذہبی جھگڑوں اور لڑائیوں میں مشغول ہو جائیں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر مذہبی رنگ میں ایسے حملے کرے گی جیسے ایک موج دریا دوسری موج پر پڑتی ہے اور دوسری لڑائیاں بھی ہوں گی اور اس طرح پر دنیا میں بڑا تفرقہ پھیل جائے گا۔ اور بڑی پھوٹ اور بغض اور کینہ لوگوں میں پیدا ہو جائے گا اور جب یہ باتیں کمال کو پہنچ جائیں گی تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا۔ یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اس کی قرنا ہے ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائے گا جو اس آواز کے سننے سے سعادتمند لوگ ایک ہی مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور تفرقہ دور ہو جائے گا۔ اور مختلف قومیں دنیا کی ایک ہی قوم بن جائیں گی۔ اور پھر دوسری آیت میں فرمایا ﴿وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِيْنَ عَرْضًا﴾ اس دن جو لوگ مسیح موعود کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے ان کے سامنے ہم جہنم کو پیش کریں گے یعنی طرح طرح کے عذاب نازل کریں گے جو جہنم کا نمونہ ہوں گے۔ اور پھر فرمایا۔ ﴿اَلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾ یعنی وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ مسیح موعود کی دعوت اور تبلیغ سے اُن کی آنکھیں پردہ میں رہیں گی اور وہ اس کی باتوں کو سن بھی نہیں سکیں گے اور سخت بیزار ہوں گے۔ اس لئے عذاب نازل ہوگا۔ اس جگہ صُور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اُس کی صُور ہوتے ہیں یعنی قرنا جن کے دلوں میں وہ اپنی آواز پھونکتا ہے۔ یہی محاورہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے کہ خدا کے نبیوں کو خدا کے قرنا قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح قرنا بجانے والا قرنا میں اپنی آواز پھونکتا ہے۔ اسی طرح خدا ان کے دلوں میں آواز پھونکتا ہے۔ اور یاجوج ماجوج کے قرینہ سے قطعی طور سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ قرنا مسیح موعود ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ یاجوج ماجوج کے زمانہ میں ظاہر ہونے والا مسیح موعود ہی ہوگا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جبکہ ایک طرف بائبل سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ یورپ کے عیسائی فرقے ہی یاجوج ماجوج ہیں اور دوسری طرف قرآن شریف نے یاجوج ماجوج کی وہ علامتیں مقرر کی ہیں جو صرف یورپ کی سلطنتوں پر ہی صادق آتی ہیں۔ جیسا کہ یہ لکھا ہے کہ وہ ہر ایک بلندی پر سے دوڑیں گے یعنی سب طاقتوں پر غالب ہو جائیں گے اور ہر ایک پہلو سے دنیا کا عروج اُن کو مل جائے گا۔ اور حدیثوں میں بھی یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ **کسی سلطنت کو اُن کے ساتھ تابِ مقابلہ نہیں ہوگی**۔ پس یہ تو قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہی قومیں یاجوج ماجوج ہیں اور اس سے انکار کرنا سراسر تحکم اور خدا تعالیٰ کے فرمودہ کی مخالفت ہے۔ اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قول کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے موافق یہی قومیں ہیں جو اپنی دنیوی طاقت میں تمام قوموں پر فوقیت لے گئی ہیں۔ جنگ اور لڑائی کے داؤپیچ اور ملکی تدابیر کے امور پر دنیا میں ان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ اور اُنہیں کی کلوں اور ایجادوں نے کیا لڑائیوں میں اور کیا کئی قسم کے دنیا کے آرام کے سامانوں میں ایک نیا نقشہ دنیا کا ظاہر کر دیا ہے اور انسان کی تمدّنی حالت کو ایک حیرت انگیز انقلاب میں ڈال دیا ہے۔ اور تدبیر امور سیاست اور درستی سامان رزم بزم میں وہ یدطولیٰ دکھلایا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی زمانہ میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

پس خدا کے بزرگ نبی کی پیشگوئی سے صدہا سال بعد جو واقعہ اس پیشگوئی کی مقرر کردہ علامتوں کے موافق ظہور میں آیا ہے وہ یہی واقعہ یورپین طاقتوں کا ہے۔ سو جس طور سے خدا نے یاجوج ماجوج کے معنے ظاہر کر دیئے اور جس قوم کو موجودہ واقعہ نے ان علامات کا مصداق ٹھہرا دیا اس کو قبول نہ کرنا ایک کھلے کھلے حق سے انکار کرنا ہے۔ یوں تو انسان جب انکار پر اصرار کرے تو اس کا منہ کون بند کر سکتا ہے لیکن ایک منصف مزاج آدمی جو طالب حق ہے وہ ان تمام امور پر اطلاع پاکر پورے اطمینان اور ثلج صدر سے گواہی دے گا کہ بلاشبہ یہی قومیں یاجوج ماجوج ہیں“۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۷۵۔۸۰)

کوئی قوت خدا کے مقابل کام نہیں دے سکتی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بہادر اور شجاع تھے

عراق کی جنگ کے متاثرین کے لئے جماعت کے توسط سے مالی امداد کرنے اور ظالموں کے لئے اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ...... اور اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ......کی دعاؤں کی تحریک

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۴/اپریل ۲۰۰۳ء)

(لندن ۴/اپریل): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج صفت القوی کے مضمون پر یہ آخری خطبہ ہے۔ اس کے بعد آئندہ جمعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ صفت الخبیر کا مضمون شروع کیا جائے گا۔ حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا ......الخ﴾ (سورۃ البقرہ:۱۶۶) کی

تلاوت اور ترجمہ کے بعد آنحضرت ﷺ کی بعض دعاؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کو آنحضرت ﷺ نے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ قرار دیا ہے۔ شدید درد کی حالت میں آنحضرتؐ نے یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے: ''اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ'' یعنی میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی قوت کے ساتھ اس درد کے مقابل میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی بعض اور دعاؤں کا بھی تذکرہ فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: جب کوئی عذاب آجاتا ہے تو پھر جس صاحبِ قوّت یا صاحبِ جمال یا صاحبِ مال سے خدا کے برابر محبت کرتے تھے وہ کسی کام نہیں آتا۔ اس وقت پتہ لگتا ہے: اَنّ القوّة للّٰہ جمیعًا کہ کوئی قوت خدا کے مقابل کام نہیں دے سکتی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض لوگ وظیفے کرتے ہیں، بہت لمبے لمبے وظیفے اور گھنٹوں دریا میں کھڑے ہو کر یا گھٹنوں کے بل جھک کر سخت جسمانی ریاضتیں بجالاتے ہیں لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان باتوں کے سخت خلاف تھے آپ بالکل پسند نہیں کرتے تھے کہ اس قسم کی جسمانی مشقتیں کی جائیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چلّہ کشی کا طریقہ پوچھا آپ نے فرمایا تم بعد نماز دس بار درود شریف پڑھو، دس بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھو، ۳۱ بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ پڑھو اور اس وقت ۳۱ مرتبہ لاحول نہ ہو سکے تو ۲۱ بار اور جو اکیس بار نہ ہو سکے تو گیارہ بار ضرور پڑھ لینا۔ مگر ساتھ ہی حضور نے یہ بھی فرمایا کہ وظائف اور مجاہدے بناوٹی چیزیں ہیں اور غیر مسنون اور بدعت ہوتے ہیں۔ جو میں نے بتلایا ہے وہی پڑھو اور جتنی دیر وظیفہ میں لگے وہ نماز میں خرچ کرو۔ نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بکثرت پڑھو اور رکوع اور سجدے میں بعد تسبیح یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ زیادہ پڑھو اور اپنی زبان میں نماز کے اندر دعائیں کرو۔ اسی میں منازل سلوک طے ہو جائیں گی۔ مومن کا ہتھیار دعا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آیات قرآنی ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا......الخ﴾ (سورۃ ہود: ۶۷) اور ﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا......الخ﴾ (سورہ الحج: ۴۰، ۴۱) کی تشریح میں صفت قوی کے مضمون پر مزید روشنی ڈالی اور ضمناً فرمایا کہ عراق کی جنگ کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ یہ جہاد ہے۔ اگرچہ اپنے مال و جان کی حفاظت میں لڑنا بھی ایک قسم کا جہاد ہے لیکن یہ ہرگز وہ جہاد نہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہم ضرور ان کی مدد پر قادر ہیں اور ضرور یہ غالب آئیں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے حوالہ سے بتایا کہ آپؐ مقابلہ کے وقت سب سے زیادہ قوی اور بہادر ہوتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب لشکر کہیں حملہ آور ہوتا تھا تو آپ سب سے آگے میدان میں ہوتے تھے اور صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی پناہ لیا کرتے تھے۔ آپؐ کی شجاعت کا ایک اور واقعہ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ مدینہ کے شمال سے ایسا شور اٹھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ خطرہ ہے۔ حضور اپنے گھوڑے پر اکیلے وہاں پہنچے اور جا کے جائزہ لیا اور واپس آ کے صحابہ کو بتایا کہ فکر نہ کرو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ کوئی محافظ اور نہیں لیا بلکہ اکیلے ہی اس میدان میں نکل گئے۔ جنگ حنین میں جب صحابہ کے پاؤں اکھڑ رہے تھے تو آپؐ نے ان الفاظ میں صحابہ کو تسلی دی کہ أنا النبی لا کذب ۔ و أنا ابن عبدالمطلب کہ مَیں خدا کا نبی ہوں اور مَیں جھوٹا نہیں ہوں اور مَیں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ نَزِّلْ نَصْرَکَ کہ اے اللہ! ہماری نصرت فرما۔ چنانچہ شکست کو اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان فتح میں تبدیل کر دیا۔

آنحضرت ﷺ کی شجاعت اور بہادری کا تو یہ عالم تھا کہ صحابہ بتاتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان آگئی جو ٹوٹ نہیں رہی تھی۔ لوگ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ یہ چٹان خندق کھودنے میں رکاوٹ بن رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی ان سب کی طرح بھوکے تھے اور آپؐ کے پیٹ پر بھی پتھر بندھے ہوئے تھے مگر شجاع اتنے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کہ لاؤ کدال مجھے دو میں ضرب لگاتا ہوں چنانچہ آپؐ نے اس کدال سے ضرب لگائی اور وہ چٹان جو کسی دوسرے صحابی سے ٹوٹتی نہیں تھی پارہ پارہ ہو گئی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آنحضرت ﷺ خوفناک جنگوں کے دوران بھی نماز کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ یہ دراصل اس محبت کی علامت ہے جو آپ کو اپنے صحابہ سے تھی، آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ یہ فوت ہو جائیں یا لڑائی میں شہید ہو جائیں اور ان کو میرے پیچھے نماز پڑھنے کی حسرت باقی رہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ ﴿مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ......﴾ (سورہ الحج: ۷۵) پیش کرتے ہوئے امام رازیؒ کے حوالے سے بتایا کہ یہاں صفت قوی سے مراد یہ ہے کہ وہ کسی بھی کام کے کرنے سے عاجز نہیں۔ اُسے کسی کام میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب مل کر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں: ہر ایک جو زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا کہ آخر خدا غالب ہوگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ وہ خدا جس کا قوی ہاتھ زمینوں اور آسمانوں اور اُن سب چیزوں کو جو اُن میں ہیں، تھامے ہوئے ہے وہ کب انسان کے ارادوں سے مغلوب ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند الہامات کا تذکرہ بھی حضور نے اس موقعہ پر فرمایا جن میں سے ایک الہام یہ ہے کہ:۔ ''اِنِّی مَعَکَ حَیْثُ مَا کُنْتَ......''۔ تو جہاں بھی ہو میں تیرے ساتھ ہوں، میں تیری مدد کروں گا اور میں ہمیشہ کے لئے تیرا چارہ اور سہارا اور تیرا نہایت قوی بازو ہوں اور مجھے حکم دیا کہ میں لوگوں کو قرآن اور آنحضرت ﷺ کے دین کی دعوت دوں۔

شانِ اسلام ہوگی کب ظاہر

اے خدا ! اے شہِ مکین و مکاں
قادر و کارساز و ربِّ عباد

دینِ احمدؐ کا تو ہی ہے بانی
پس تجھی سے ہماری ہے فریاد

تیرا در چھوڑ کر کہاں جائیں
کس سے جاکر طلب کریں امداد

چاروں اطراف سے گھرے ہیں ہم
آگے پیچھے ہمارے ہیں حُسّاد

ہے اِدھر پا شکستگی کی قید
اور اُدھر سر پہ آگیا صیّاد

زلزلوں سے ہماری ہستی کی
ہل گئی سر سے پا تلک بنیاد

کچھ تو فرمایئے کریں اب کیا
کچھ تو اب کیجئے ہمیں ارشاد

کب تلک بے گناہ رہیں گے ہم
تختۂ مشقِ بازوئے جلّاد

کب طلسمِ فریب ٹوٹے گا
کب گرے گا وہ پنجۂ فولاد

ان دکھوں سے نجات پائیں گے کب
ہوں گے کب ان غموں سے ہم آزاد

کب رہا ہوگی قید سے فطرت
دور کب ہوگا دورِ استبداد

شانِ اسلام ہوگی کب ظاہر
کب مسلماں ہوں گے خرّم و شاد

پوری ہوگی یہ آرزو کس وقت
کب بر آئے گی یہ ہماری مراد

میں بھی کہتا ہوں آج تجھ سے وہی
جو ہیں پہلے سے کہہ گئے اُستاد

نام لیوا رہے گا تیرا کون
ہم اگر ہو گئے یونہی برباد

کون ہوگا فدا ترے رُخ پر
کون کہلائے گا ترا فرہاد

کون رکّھے گا پھر امانتِ عشق
کس کے دل میں رہے گی تیری یاد

احمدی ! اُٹھ کہ وقتِ خدمت ہے
یاد کرتا ہے تجھ کو ربِّ عباد

شکر کر شکر یاد کرتا ہے
گدگداتی تھی دل کو جس کی یاد

خدمتِ دیں ہوئی ہے تیرے سپرد
دور کرنا ہے تو نے شرّ و فساد

تجھ پہ ہے فرض نصرتِ اسلام
تجھ پہ واجب ہے دعوت و ارشاد

خدمتِ دیں کے واسطے ہو جا
ساری قیدوں کو توڑ کر آزاد

دشمنِ حق ہیں گو بہت لیکن
کام دے گی انہیں نہ کچھ تعداد

کفر و الحاد کے مٹانے کی
حق نے رکھی ہے تجھ میں استعداد

فتح تیرے لئے مقدر ہے
تیری تائید میں ہے ربِّ عباد

فِسق و کفر و ضلالت بدعت
تیرے ہاتھوں سے ہوگا اب برباد

ہاں! تری رہ میں ایک دوزخ ہے
جس میں بھڑکی ہے نارِ بغض و عناد

ان کے شعلوں کی زد میں جو آجائے
دیکھتے دیکھتے ہو جل کے رماد

پر نہ لا خوف دل میں تُو کوئی
کیونکہ ہے ساتھ تیرے ربِّ عباد

بے دھڑک اور بے خطر اس میں
کود جا کہہ کے ''ہرچہ بادا باد''

(کلام محمود)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ملک میں بہت تکذیب پھیل گئی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا ایک قوی ہاتھ دکھائے گا اسی کے نتیجے میں ملک میں طاعون پھیلے گی وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ۔ کئی نشان ظاہر ہوں گے۔ کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو جائیں گے اور وہ دنیا کو چھوڑ جائیں گے۔ ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔ وہ قیامت کے دن ہوں گے۔ زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدا سے عرض کرتے ہیں: اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دعائیں سُن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے۔ اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے۔ اور زمین تیرے راستباز اور مؤحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔

اب عراق کی جنگ کے متعلق لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ احمدیوں کو کیا کرنا چاہئے تو ایک تو احمدیوں کو مالی امداد بھجوانی چاہئے اور جہاں تک دعا کا تعلق ہے ایک دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً ۔ کہ اے اللہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، پارہ پارہ کر دے اور ان کو پیس کے رکھ دے۔ ایک اور دعا ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

پس یہ دعائیں کریں لیکن یاد رکھیں کہ ان لوگوں میں بھی خدا کے نیک بندے موجود ہیں اور وہ عراق سے ہمدردی رکھتے ہیں تو وہ ہماری دعاؤں کے سزاوار نہیں ہیں۔ اللہ ان کو اس آفت سے بچائے اور جو ان میں سے ظالم ہیں ان کو پکڑے۔

بغداد

جو کبھی علوم وفنون کا مرکز تھا

(محمد زکریا ورک۔کینیڈا)

بغداد کا نام آجکل زبان زدخلائق ہے کہ یہ وہ شہر ہے جو امریکی ، برطانوی فوجوں کے غضب کا نشانہ ہے اور دن رات اس پر نہایت خوفناک ، تباہ کن بم اور گولے برسائے جارہے ہیں۔سینکڑوں ہزاروں ہلاک یازخمی ہوچکے ہیں۔اس سے قبل بھی یہ شہرکئی مرتبہ تباہی سے دوچار ہوچکا ہے۔چنگیز خان اور ہلاکو خاں بھی بارہویں صدی میں اس پر حملہ کر کے اس کو تہس نہس کر چکے ہیں۔مگر خلیفہ المنصور کا بسایا ہوٗا شہر کبھی علم وفن کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ہم یہاں اس شہر کے اس دور کی کہانی سنانے جارہے ہیں جب اس نے اپنی علمی آب وتاب سے ایک دنیا کو اجاگر کیا تھا اور آج یورپ کی تمام سائینسی ترقی اور آنکھیں خیرہ کر دینے والی ایجادات اس عظیم الشان شہر کی رہین منت ہیں۔

بغداد...... دریائے دجلہ پرواقع شہر

بغداد...... اسلامی خلافت کا پانچ سوسال تک مرکزی مقام

بغداد...... الف لیلیٰ ولیلیٰ کی کہانیوں کا شہر

بغداد...... تین اسلامی مکتب فکر کے بانیوں کا شہر

بغداد...... علم وحکمت کا پانچ سوسال تک عالمی مخزن

پرانے زمانے میں عراق کے ملک کومیسوپوٹیمیا کہا جاتا تھا۔اور دریائے دجلہ اور فرات کے درمیانی علاقہ کو اس کی زرخیزی کی وجہ سے فرٹائیل کریسنٹ(Fertile Crescent) کہا جاتا تھا۔چونکہ انسانی تہذیب نے یہاں جنم لیا اس لئے اس کو cradle of civilization بھی کہا جاتا ہے۔ ۴۰۰۰ ق م میں سومیریا کے لوگوں نے نہ صرف لکھنا شروع کیا بلکہ انہوں نے پہیہ بھی ایجاد کیا۔سومیرین قوم نے ہی عوروک Uruk اور ایرک Erech شہر بسائے تھے جن کا ذکر بائیبل کی کتاب Genesis 10:10 میں آتا ہے۔پھر یہاں بابل شہرآباد ہوٗا جہاں ہامورابی اور بخت نصر نے حکومت کی۔ اسی علاقہ میں اُور(UR) کا شہر ہے جہاں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام رہا کرتے تھے۔سکندر اعظم نے بھی بغداد سے بیس میل دور ایک شہر بسایا تھا اور پھر دجلہ کے مشرقی کنارے پر میدائین (Ctesiphon) بھی تھا جو ایران کی ساسانی حکومت کا دارلخلافہ تھا۔گویا بغداد سے پہلے یہاں بڑے بڑے شہرآباد ہوکر صفحہ ہستی سے معدوم ہوچکے تھے۔

بغداد دریائے دجلہ پر واقع ہے شہر کے پاس دریا کی چوڑائی ۳۳ میل بنتی ہے۔کچھ فاصلے پر دریا عرفات بہتا ہے جس کی وجہ سے بغداد کی زمین بہت ہی زرخیر ہے۔

بغداد کا آغاز

بغداد شہر کی بنیاد عباسی خلیفہ المنصور نے ۷۶۲ء میں رکھی۔شہر گول دائرے کی صورت میں تھا اس میں چار دروازے تھے،شامی دروازہ،کوفہ دروازہ، بصرہ دروازہ، اور خراسان دروازہ۔شہر کے چاروں طرف فصیل تھی جس کے ساتھ پانی تھا۔فصیل کے ساتھ شہزادوں کے محل، پھر سرکاری دفاتر اور عین درمیان میں خلیفہ کا عظیم الشان محل تھا۔اس کے ساتھ مسجد تھی۔خلیفہ المنصور نے شہر کی بنیادی اینٹ اپنے ہاتھ سے خود رکھی تھی۔شہر کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ افراد نے کام کیا جن میں لوہار، ترکھان، معمار اور سنگ تراش شامل تھے۔چار سال کے عرصہ ۷۶۲ء تا ۷۶۶ء میں اس کی تعمیر پر پانچ لاکھ دینار خرچ آیا تھا۔خلیفہ کے محل کا رقبہ ایک میل کے برابر تھا۔جس کے اندر اس کی بیویوں۔لونڈیوں، غلاموں اور محافظوں کی رہائش کیلئے مکانات تعمیر کئے گئے تھے۔فصیل کی دیوار کی اونچائی ۸۰ فٹ تھی گھوڑسوار گھوڑے پر سوار ہوکر دیوار پر جاسکتا تھا جس کی چوڑائی ۴۰ فٹ تھی۔

ایک خاص چیز عمارتوں کی تعمیر میں یہ تھی کہ ایک عمارت کے اوپر سبز رنگ کا گنبد بنایا گیا تھا جس کی چھت ۱۳۰ فٹ اونچی تھی۔شہر کے اردگرد چاروں دروازوں کی اونچائی اتنی زیادہ تھی کہ گھوڑسوار نیزہ اوپر کر کے ان میں سے گزر سکتا تھا۔لوہے کے یہ دروازے اتنے بھاری تھے کہ ان کو کھولنے کیلئے کئی نوجوان سپاہیوں کی ضرورت ہوتی تھی۔شہر کا سرکاری نام دارالسلام تھا مگر اسکے نقشہ کی وجہ سے اسے لوگ گول شہر کہتے تھے۔جبکہ شاعر اپنے شعروں میں اسکوالزوراء (winding city) کہتے تھے۔

شہر کے تعمیر ہوتے ہی اس کے اردگرد دیگر عمارتیں، مساجد، دفاتر اور پبلک باتھ بننا شروع ہوگئے۔شہر میں پانی لانے کیلئے نہریں تعمیر کی گئیں۔مشرق میں یہ شہر استنبول سے کسی صورت سے کم نہ تھا بلکہ علمی لحاظ سے اس کو استنبول پر فضیلت حاصل تھی۔یہ شہر پانچ سوسال تک ۷۵۰ء۔۱۲۵۸ء تک مسلمانوں اور دنیا کی نگاہوں کا مرکز بنا رہا۔

چونکہ یہ ایران سے قریب تھا اس لئے جلد ہی ایرانی خواتین، لونڈیاں اور شراب محل کے اندر فیشن بن گئے۔عباسی خاندان کے ۳۷ خلفاء نے یہاں خلافت کی اور ان میں سے صرف ایک خلیفہ کے دونوں والدین کا تعلق قریش قبیلہ سے تھا۔المنصور نے سب سے پہلے ایرانی طرز کا تاج پہننا شروع کیا اور ایرانی طرز کی پگڑی کو رواج دیا۔دیکھتے ہی دیکھتے محل کے تمام وزیر، امراء، اور خادم بھی ایرانی طرز کا لباس زیب تن کرنے لگے۔

بغداد میں رفتہ رفتہ معاشی اور سیاسی تبدیلی آتی گئی اور یہاں بزنس مین، مرچینٹس، کرافٹمین، علماء اور سکالرز کی ایک نئی نسل نے جنم لیا جن کا تعلق عرب قوم سے نہ تھا۔شہر میں خلافت اسلامیہ کے ہر ملک سے مال فروخت کیلئے آنے لگا۔البتہ اس تبدیلی میں صرف دو چیزیں قائم رہیں ایک تو مذہب اسلام اور دوسرے عربی زبان۔

بغداد میں جن سیاسی اداروں نے رواج حاصل کیا ان میں وزرات کا سیاسی ادارہ تھا اس ضمن میں برمکی خاندان کا نام بہت چمکا۔خالد برمکی خلیفہ المنصور کا سیاسی شہر تھا۔جب ہارون الرشید ۷۸۶ میں خلیفہ بنا تو اس نے خالد برمکی کے بیٹے یحیٰی برمکی کو وزیر مقرر کیا یحیٰی نے اپنے دو بیٹوں الفضل اور جعفر کے ساتھ مل کر عنان حکومت کو سترہ سال تک (۸۰۳۔ ۷۸۶) سنبھالے رکھا۔جعفر کو تحریر وتقریر میں اس قدر ملکہ حاصل تھا کہ اس کو اہل سیف کی بجائے اہل قلم کی نسل پیدا کرنے کا کریڈٹ دیا جاتا ہے۔

ہارون الرشید

بغداد کا روشن ترین دور خلیفہ ہارون الرشید (۷۸۶۔۸۰۶) کا تھا۔اس دور میں تین چیزوں نے اس کو عزت دوام دی۔سیاسی شہرت۔اقتصادی خوشحالی اور علمی کارنامے۔

یاد رہے کہ خلیفہ المہدی نے ۷۸۲ء میں اپنے بیٹے ہارون کو استنبول پر حملہ کرنے کیلئے فوج دے کر بھیجا تھا۔ہارون اس مہم میں اس قدر کامیاب رہا کہ بازنطینی حکومت نے نوّے ہزار دینار ہر سال تاوان دینے کا وعدہ کیا۔اس بے مثال کامیابی کی وجہ سے ہارون کو الرشید کا اعزازی خطاب دیا گیا۔ہارون کا نام اس کے بعد زبان زدعام ہوگیا۔مشرق میں ہارون کا ستارہ بام عروج پر تھا جبکہ مغرب میں فرانس کے بادشاہ شارلیمان کا طوطی بولتا تھا۔دونوں نے آپس میں سفیروں اور تحائف کا تبادلہ کیا تھا۔کہتے ہیں کہ ہارون نے اس کو ایک گھڑی تحفہ میں بھیجی تھی۔یوروپ میں اس سے پہلے کسی نے گھڑی ابھی تک نہیں دیکھی تھی۔ یوروپ میں ہارون کو Aaron, King of Persia کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

بغداد اپنے رقبہ کے لحاظ سے دنیا میں استنبول سے ذرا کم تھا۔شہر کی اقتصادی حالت اتنی اچھی تھی کہ بصرہ اور سراف کی بندرگاہیں دنیا کی مصروف ترین بندرگاہیں تھیں۔بازاروں میں چاول، گندم، کپڑا، لبنان کے شیشے کی بنی اشیاء اور شام کے پھل، عرب کے موتی، انڈیا کی معدنیات اور کپڑے رنگنے کی سیاہی، وسطی ایشیا سے کپڑے اور افریقہ کے غلام اور ہاتھی دانت کی بہتات رہتی تھی۔اس زمانے کے بغدادی تاجر گویا موجودہ زمانے کے کروڑ پتی ہوتے تھے۔ہارون الرشید نے ایک تاجر کی جائیداد جب ضبط کی تو یہ پچاس ملین دینار تھی جبکہ ہارون کی والدہ کی جائیداد ۱۶۰ ملین دینار تھی۔ہارون الرشید کی وفات پر اس کے بیت المال میں ۹۹۰ ملین دینار موجود تھے۔

ہارون الرشید علم کا دلدادہ تھا۔علماء، دانشور، شاعر، موسیقار، ڈانسر، مذاق سنانے والے، نقال، کتوں اور مرغوں کو لڑانے والے سب اس کے دربار میں موجود رہتے تھے۔شاعروں میں سے اسکا محبوب شاعر ابونواس تھا اور موسیقاروں میں سے اسکا پسندیدہ ابراہیم الموصلی تھا جس کی ماہانہ تنخواہ دس ہزار درہم تھی۔ ہارون کی بیگم زبیدہ کے فیشن کو دیکھ کر رعایا فیشن کیا کرتی تھی۔اس کے کھانے کی میز پر پانی یا مشروبات پینے کیلئے برتن سونے یا چاندی کے بنے ہوتے تھے جن میں جواہرات لگے ہوتے تھے۔ہارون کے ایک بھائی نے ایک بار اس کی دعوت کی تو میز پر ۱۵۰ قسم کی مچھلیوں کی آنکھیں رکھی ہوئی تھیں جن کی قیمت ایک ہزار درہم تھی۔

سکینڈے نیویا کے ممالک میں عباسی دور کے سکّے دریافت ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ عرب بزنس مین اتنی دور کے سفر کیا کرتے تھے اور یہ کہ دینار اس وقت کی بین الاقوامی کرنسی تھی۔

بغداد کا یورپ پر احسان

آٹھویں صدی میں لاطینی ،سنسکرت، فارسی، اور سریانی زبانوں میں علم کا تمام ذخیرہ موجود تھا۔عربی میں کچھ بھی نہ تھا اس علم کے ذخیرہ کو عربی میں ترجمہ کر کے منتقل کرنے کی اس تحریک کا کام المنصور کے عہد خلافت میں شروع ہوٗا اور مامون کے دور میں قدرے اختتام کو پہنچا۔ بغداد کے دانشوروں نے ریاضی، اسٹرانومی، میڈیسن، فلاسفی کی کتابوں کو حاصل کرنے، ترجمہ کرنے اور ان کی کاپیاں بنا کر پھیلانے کا کام جو شروع کیا وہ اگلے دوسوسال (نویں اور دسویں صدی) تک جاری رہا۔ ایسی ہی ترجمہ کی تحریک یوروپ میں بارہویں صدی میں شروع ہوئی جب ٹولیڈو کے شہر میں ترجمہ نگاروں نے عربی سے اس تمام سائینسی سرمایہ کو یورپ کی زبانوں میں منتقل کرنا شروع کردیا جس سے یورپ میں علوم کی نشأۃ ثانیہ ظہور پذیر ہوئی اس کا ذکر مضمون کے آخر پر کیا جائیگا۔

بغداد نے علمی اور سیاسی دارلخلافہ ہونے کی حیثیت سے اتنی ترقی حاصل کی کہ روم، ایتھنز، استنبول، اور یروشلم کا مقابلہ کرتا تھا۔رفتہ رفتہ بغداد سے یہ علمی ذخیرہ اسلامی سپین پہنچا جہاں طلیطلہ نے بغداد کو مات کردیا۔تب یورپین سکالرز اسلامی سپین کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے آیا کرتے تھے۔جب ان عالموں نے عربی زبان سیکھی اور مسلمانوں سے روابط قائم کئے تو ان کو احساس ہوٗا کہ عربی میں علم کا کتنا عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے۔ٹھوس حقیقت تو یہ ہے کہ اگر بغداد کے عالموں نے علم کے اس سرمایہ کو محفوظ نہ کیا ہوتا تو یورپ آج بھی اپنے سیاہ دور dark age میں ہوتا۔

ترجمہ کی تحریک

کتابوں کے تراجم کا کام سریانی زبان سے عربی زبان میں شروع ہوٗا کیونکہ یونانی زبان سے اکثر کتابیں سریانی میں ترجمہ ہوچکی تھیں اور سریانی عراق میں اس وقت بولی جاتی تھی۔تاہم اس کے بعد یونانی زبان سے عربی زبان میں براہ راست تراجم کا کام شروع ہوٗا۔یہ تمام کام نویں اور دسویں صدی میں انجام پایا حتیٰ کہ یونانی زبان میں موجود علم کا تمام ذخیرہ عربی

میں منتقل ہوگیا۔

عربی زبان میں ترجمہ کی اس تحریک کا کام دو مسودات سے شروع ہؤا جو خلیفہ المنصور (754-775) کے دربار میں انڈیا سے لائے گئے تھے۔ ایک مسودہ ریاضی کا تھا اور دوسرا اسٹرانومی کا۔ سنسکرت سے ان مسودات کے تراجم عربی میں کئے گئے اور یوں اسلامی دنیا ان علوم سے بہرہ ور ہوئی۔ ریاضی کی یہ کتاب انڈیا کے سائنسدان برہم گپتا کی سدھانتا تھی جسکا ترجمہ عربی میں سندھ ہند کے نام سے کیا گیا۔ ہندوستان سے ہی ریاضی کے ہندسے ایران سے ہوتے ہوئے عربوں میں آئے اور عربوں سے یہ یوروپ پہنچے۔ اس لئے یورپ میں ان کو عربی ہندسے کہا جاتا ہے۔ صفر کی ایجاد عربوں نے کی جس کے معنی خالی کے ہوتے ہیں۔ یورپ میں اس وقت ہندسے لاطینی حروف میں لکھے جاتے تھے۔ اس لئے ان عربی ہندسوں کے آتے ہی علم ریاضی میں انقلاب آگیا۔ آج کمپیوٹر میں حیران کن ترقی ان ہندی یا عربی ہندسوں ہی کی مرہون منت ہے۔

شطرنج بھی ہندوستان سے ایران کے راستے عربوں میں پہنچی، اور وہاں سے یورپ پہنچی۔ یورپ میں شطرنج کا ذکر سب سے پہلی بار کنگ الفانسو آف کاسٹیل (سپین 1252-1282) کی ایک کتاب میں ملتا ہے۔ اس کے علاوہ لٹریچر میں المنصور کے دور خلافت میں فارسی کی کتاب کلیلہ و دمنہ کا ترجمہ عربی ابن المقفیٰ نے کیا۔ یہ کتاب شارٹ سٹوریز کی کتاب تھی۔ یہ عربی زبان میں پہلا ادبی شاہکار تھی۔ دوسری ادبی کتاب جس کا ترجمہ نویں صدی میں فارسی سے ہؤا وہ ہزار افسانہ (الف لیلیٰ و لیلیٰ) تھی۔ انگلش میں اسکا ترجمہ Arabian Nights کے نام سے ہؤا اور بہت مقبول عام ہوئی۔ کیونکہ اس وقت تک یورپ میں کہانیوں کی یا ادب کی کوئی کتاب موجود ہی نہ تھی۔

المنصور نے ایران کے شہر جندیشاپور کے ہسپتال کے چیف میڈیکل آفیسر ابن بخت تیشو کو اپنے علاج کیلئے بلوایا۔ جلد ہی یہ اس کا درباری طبیب بن گیا اور پھر اس کی چھ نسلوں نے درباری طبیبوں کے فرائض انجام دئے۔ ابن بخت تیشو کا ایک پوتا جبرائیل ہارون الرشید کا چیف فزیشن تھا۔ بغداد میں سب سے پہلا ہسپتال جندیشاپور کی طرز کا جبریل نے ہی بنایا تھا۔ المنصور ہسپتال بغداد میں ابھی تک موجود ہے۔

بطلیموس کی کتاب Megale Syntaxes کا ترجمہ عربی میں کیا گیا عربی میں اسکے نام کے ساتھ ال لگنے سے اس کا نام کتاب المجسطی رکھا گیا جس کے معنی ہیں عظیم کتاب۔ اس کا ترجمہ الحجاج ابن یوسف ابن مطار نے ۸۲۷ میں کیا تھا۔ ابن مطار پہلا شخص تھا جس نے اقلیدس کی کتاب Elements کا ترجمہ کیا۔ وہ جیومیٹری کا ماہر تھا اس کی کتاب مقدمات اقلیدس کا ترجمہ ۱۸۹۳ء میں ڈینش زبان میں کیا گیا۔

بیت الحکمۃ کی بنیاد

بغداد کی اصل اہمیت اقتصادی خوشحالی میں نہیں تھی بلکہ یہ علمی کارناموں میں تھی۔ مامون الرشید (۸۳۳-۸۱۳) کے دور خلافت میں اس کے حکم پر یونانی کتابوں کے عربی میں تراجم کا کام پورے زوروں پر پہنچ گیا۔ اس نے بغداد میں بیت الحکمۃ کے نام سے ۸۳۰ میں ایک اکیڈیمی کی بنیاد رکھی جس نے ایران کی جوندی شاپور کی میڈیکل اکیڈیمی کو مات کر دیا اور سائینس میں ریسرچ کا ایڈوانس سینٹر بن گئی۔ اس پر اس نے ۲۰۰،۰۰۰ دینار خرچ کئے تھے۔ اس اکیڈیمی میں ایک لائیبریری تھی، ایک رصدگاہ، سائینسدانوں کے قیام کیلئے مکانات، سائینسی ساز وسامان اور ایک دارلترجمہ تھا۔ ہر مذہب، ہر قوم کے سائینسدان کو یہاں ریسرچ کرنے کی اجازت تھی۔ اس کا پہلا ڈائریکٹر ابن مساویح تھا اور تیسرا ڈائریکٹر حنین ابن اسحٰق تھا جس نے جالینوس کی تمام طبی اور فلاسفی کی کتابوں کے مجموعہ کا ترجمہ عربی میں کیا، اس کے علاوہ ارسطو کی فزکس اور پرانے عہد نامہ کا یونانی سے ترجمہ کیا، حنین کے شاگردوں نے افلاطون Plato، بقراط Hippocrates، اقلیدس Euclid، فیثا غورث Pythogares بطلیموس Ptolemy، کی کتابوں کے عربی میں تراجم کرنے کے ساتھ خود بھی ریاضی، کیلکولس اور اسٹرانومی میں اضافے کئے۔ حنین خود یونانی زبان سے واقف تھا اس نے بازنطینی مملکت کے سفر کئے تا پرانے مسودات تلاش کر کے عراق لائے۔

حنین 809-877 نے جالینوس کی ۲۰ کتابیں یونانی سے سریانی میں اور ۹۹ عربی میں ترجمہ کیں۔ نیز سولہ تراجم پر نظر ثانی کی۔ یوں وہ طبی کتابوں کا سب سے عظیم مترجم تھا۔ اس نے امراض چشم پر خود ایک کتاب لکھی جو شاید دنیا میں اس موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ہر وہ کتاب جس کا اس نے ترجمہ کیا اس کے وزن کے برابر مامون الرشید نے اس کو معاوضہ میں سونا دیا۔ حنین کے ان تراجم کے چند پرانے مسودات استنبول کی آیا صوفیا مسجد میں ابھی تک محفوظ ہیں۔

تراجم کے کام کیلئے دو طریق استعمال کئے گئے (۱) ایک تو یہ کہ یونانی لفظ کو جوں کا توں عربی میں لکھا گیا جو کہ لفظی ترجمہ بن گیا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ عربی میں ٹیکنیکل الفاظ نہیں تھے (۲) دوسرا طریقہ جو حنین کے دارالترجمہ نے استعمال کیا وہ یہ کہ پورے فقرہ کو پڑھو، اس کا مفہوم سمجھو اور اس کو عربی میں لکھ دو۔ یاد رہے کہ یونانی اس وقت ایک مردہ زبان تھی اور اس میں بہت سارے ٹیکنیکل الفاظ تھے جن کے مساوی الفاظ عربی میں نہ تھے اس لئے بعض دفعہ یونانی لفظ کو عربی میں جوں کا توں لکھ دیا گیا جیسے ارتھ میٹک، فزکس، کیٹے گوریز، جیوگرافی، میوزک (بعد میں عربی میں ایسے الفاظ کا اختراع ہوگیا جیسے علم لحساب، علم طبیعات، فلسفہ، جغرافیہ)۔

حنین کی ترجمہ شدہ کتابوں میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: مختصر من کتاب الاخلاق لجالینوس۔ فی علم ارسطراطوس فی التشریح۔ فی التشریح العین۔ فی احساء القیاسات۔ فی علم بقراط بالتشریح۔ فی افکار ارسطراطوس فی مدوات الامراض۔ فی عمل التشریح (اناٹومی)۔ فی قوی الادویہ۔ فی التریاق۔ تفسیر کتاب احد بقراط۔ فی ترکیب الادویہ۔ تفسیر کتاب اخلاط۔ فی انا الطبیب الفاضل الفیلسوف

یہ کتابیں یورپ کی مختلف یونیورسٹیوں جیسے اسکوریال (سپین)۔ بوڈلین (آکسفورڈ) ویٹی کن (اٹلی) میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

المتوکل کا دور خلافت

مامون کی ۸۳۳ میں وفات کے بعد اس کے بیٹے المعتصم کے دور میں بیت الحکمۃ پر زوال آگیا مگر المتوکل (847-861) نے سائینس اکیڈیمی دوبارہ بحال کردی۔ اس نے اکیڈیمی کیلئے خطیر رقم دی اور تراجم کا کام دوبارہ شروع ہوگیا۔ بلکہ سب سے بہترین تراجم اس دور میں کئے گئے کیونکہ حنین کے شاگرد اب تجربہ کار ہو چکے تھے۔ ان ترجمہ نگاروں میں اس کا بیٹا اسحٰق، بھانجا حبیش ابن الحسن، اور عیسیٰ ابن یحیٰ کے نام قابل ذکر ہیں۔ اسحٰق ابن حنین (وفات ۹۱۰) سریانی اور یونانی زبان کا ماہر تھا۔ اس نے تاریخ الاطباء لکھی۔ نیز اس نے جالینوس کی بہت سی کتابوں کے تراجم کئے جن پر نظر ثانی ثابت ابن قرۃ نے کی۔ نیز اس نے ارسطو کی کتابوں (جیسے تلخیص کتاب النفس)، اقلیدس کی تین کتابوں، بطلیموس کی المجسطی اور ارشمیدس کی کتب (جیسے کتاب الکرہ والاستوانہ) کے ترجمے عربی میں کئے۔

حبیش ابن الحسن نے ۳۵ کتابوں کے سریانی سے عربی میں ترجمے کئے، جالینوس کی تین کتابوں کے عربی سے سریانی میں ترجمے کئے (جیسے کتاب فی الاخلاق، کتاب فی الصوت)۔

الکندی (801-873) نے ۲۶۶ کتب تصنیف کیں جن میں سے ۳۲ جیومیٹری، ۳۶ میڈیسن میں، پندرہ میوزک پر، بارہ فزکس پر تھیں۔ اس کے علاوہ بہت سی کتابوں کے یونانی سے عربی میں تراجم کئے۔

ثابت ابن قرۃ

(وفات 836-901)

ثابت لاطینی، یونانی، سریانی، اور عربی کا ماہر تھا۔ اس نے عربی میں ۱۵۰ کتابیں منطق، ریاضی، علم ہئیت اور طب میں تصنیف کیں، اور پھر سریانی میں مزید ۱۵ کتابیں لکھیں، اس نے ایک ٹرانسلیشن سکول کی بنیاد رکھی، جس میں اس کا بیٹا سنان، دو پوتے اور ایک پڑ پوتا شامل تھا۔ اس نے بطلیموس، اقلیدس، ارشمیدس کی ریاضی کی کتابوں کے یونانی زبان سے تراجم کئے۔ ریاضی میں اس کی مشہور ترین کتاب مسائل الجبر بابراهين علی هندسیه ہے۔ جس طرح حنین نے طبّی کتابوں کے تراجم کئے ثابت نے ریاضی اور جیومیٹری کی کتابوں کے کثیر تراجم کئے۔

اس کے علاوہ ایک عیسائی پادری یوسف الخوری نے سریانی سے ارشمیدس کی کتاب کا ترجمہ کیا جس پر نظر ثانی ثابت ابن قرۃ نے کی تھی۔ اس نے جالینوس کی کتاب De Simplicibus کا عربی میں ترجمہ کیا جس پر حنین نے نظر ثانی کی تھی۔

قسطا ابن لوقا نے بھی چھ یونانی عالموں کی کتابوں کے تراجم کئے جیسے Heron کی Mechanics, Meteora کے تراجم، جالینوس کی کتابوں کی کیٹلاگ، ارسطو کی فزکس نیز اقلیدس کی ترجمہ شدہ کتابوں پر نظر ثانی۔

ابو بشر مطا ابن یونس (وفات ۹۴۰) نے ارسطو کی کتاب Poetica کا ترجمہ کیا۔ اسی طرح منطق اور طب پر کتابوں کے تراجم ابوزکریا یحیٰ المنطقی (وفات ۹۷۴) نے کئے جیسے Porphyry's کی کتاب Isagoge اور Ammonius کی کتاب Prolegomena۔ اس کے ساتھ حنین ابن ابراہیم (وفات ۹۹۰) اور ابوعلی ابن زیرہ (وفات ۱۰۰۸) کا ذکر بھی ضروری ہے جنہوں نے طب اور فلسفہ کی کتابوں کے تراجم کئے۔ اس کے ساتھ ہی تراجم کا کام ختم ہو گیا۔ اور عالموں نے تفسیر، شرح اور خلاصے لکھنے کا کام شروع کر دیا۔ یا پرانے تراجم پر نظر ثانی بھی کی۔ گویا دسویں صدی کے ختم ہونے تک ریاضی، اسٹرانومی، میڈیسن کی دنیا میں موجود تمام کتابیں سنسکرت۔ فارسی۔ سریانی اور یونانی سے عربی میں ترجمہ ہو چکی تھیں۔

اوپر جن مترجمین کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ درج ذیل مترجمین نے بھی تراجم کا اہم کام کیا: یحیٰ ابن بطریق۔ اسحٰق ابن حنین۔ حبیش ابن الحسن۔ ابولخیر ابن الخمار۔ سنان ابن ثابت۔ ابوعثمان دمشقی۔ ابراہیم ابن سنان۔ موسیٰ ابن خالد۔ موسیٰ برادران۔ ابوالوفا۔

ایک ضروری کتاب

ایک جرمن مصنف Steinschneider نے ۱۸۸۶ء میں ایک کتاب شائع کی جس کا نام Arabische Ubersetzungen aus dem Griechischen تھا یعنی گریک زبان سے عربی میں تراجم۔ اس کا ایک ایڈیشن گراس (Graz) سے ۱۹۶۰ میں شائع ہؤا۔ اس کتاب کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ اس میں گزشتہ صدی تک کے تمام تراجم کی فہرست مہیا کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ Walzer. کی کتاب Greek into Arabic بھی قابل ذکر ہے جو آکسفورڈ سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی تھی۔

یورپ کی نشأۃ ثانیہ

اوپر بیان کردہ مسلمانوں کے سنہری دور کو مغربی مصنفین اور تاریخ دان نظر انداز کر جاتے ہیں۔ چونکہ وہ دور اس وقت یورپ میں جہالت کا تھا اس لئے اسے (Dark Ages 450-1050) تاریک دور کہہ کے بات گول کر جاتے ہیں۔ جب مامون الرشید کے دربار میں عالی دماغ سائنسدان کائنات کی گتھیاں سلجھانے میں مصروف کار تھے اس وقت فرانس کا بادشاہ شارلیمان دستخط کرنا بھی نہیں جانتا تھا۔ اور سنئے جب مامون الرشید نے شارلیمان کو واٹر کلاک کا تحفہ بھیجا تو یورپ والوں نے پہلی گھڑی کی صورت دیکھی۔ یورپ والوں نے کبھی صابن استعمال نہیں کیا تھا، غسل کرنا جان جوکھوں کا کام تھا۔ جب بغداد کے بازاروں میں کتابوں کے ڈھیر پڑے ہوتے تھے اور کاتب دن رات کتابوں کی کتابت میں مصروف ہوتے تھے اس وقت پورے یورپ میں پانچ سو سے

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کے لئے دعا ایک بڑا موثر ذریعہ ہے۔ اصل شکر تقویٰ اور طہارت میں مضمر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے اصحاب کی خدمتوں پر قدر دانی کے واقعات

(آیات قرآنی، احادیثِ نبویہ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور روایات صحابہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت شکور کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۴ر مارچ ۲۰۰۳ء مطابق ۱۴ر امان ۱۳۸۲ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۔ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾ (سورۃ الفاطر:۳۰۔۳۱)

یقیناً وہ لوگ جو کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اس میں سے جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور اعلانیہ بھی، وہ ایسی تجارت کی امید لگائے ہوئے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔ تا کہ وہ اُن کو اُن کے اُجور (اُن کی توفیق کے مطابق) بھرپور دے بلکہ اس سے بھی زیادہ انہیں اپنے فضل سے بڑھائے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا (اور) بہت قدردان ہے۔

ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ۔ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ (سورۃ التغابن:۱۸)

اگر تم اللہ کو قرضۂ حسنہ دو گے (تو) وہ اُسے تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت قدر شناس (اور) بردبار ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مَیں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق گفتگو کی تو انہوں نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ ...... اکثر چپ رہتے تھے، بلاضرورت بات نہ کرتے تھے، جب بات کرتے تو پوری وضاحت کے ساتھ کیا کرتے ...... نہ کسی کی مذمّت اور تحقیر کرتے اور نہ توہین وتنقیص۔ چھوٹی سے چھوٹی نعمت کو بھی بڑا ظاہر فرماتے۔ شکر گزاری کا رنگ نمایاں تھا۔ کسی چیز کی مذمّت نہ کرتے اور نہ اتنی تعریف کہ جیسے وہ آپ کو بے حد پسند ہو۔ ...... ہمیشہ میانہ روی شعار رہا۔ ......

(شمائل ترمذی۔ باب کیف کان کلام رسول اللہ ﷺ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب کسی کو نصیحت فرمایا کرتے تھے تو اکثر تین بار دھرایا کرتے تھے۔ تا کہ اچھی طرح اس کے ذہن نشین ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا کھانے والا شکر گزار بھی ہو تو وہ صابر روزے دار جیسا ہے۔ (ترمذی۔ کتاب صفة القيامة والرقائق باب ما جاء فی صفة اوانی الحوض)

اب یہ حدیث جو ہے یہ قابلِ غور ہے۔ کھانا کھانے والا شکر گزار بھی ہو تو صابر روزے دار جیسا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

حضرت بکر بن عبداللہ اَلْمُزَنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے نعمتوں سے نوازا گیا ہو اور وہ اس پر نظر نہ آئیں تو اسے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھنے والے اور اس کی نعمتوں سے دشمنی رکھنے والے کا نام دیا گیا ہے۔ (القرطبی۔ جلد ۲۰ صفحہ ۱۰۲)

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ آپ کو کوئی اچھا کپڑا دیا جائے کوئی خوبصورت لباس دیا جائے تو آپ اسے زیبِ تن کر لیا کرتے تھے۔ تا کہ دیکھنے والوں کو پتہ چل جائے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس یہ نعمتیں ہیں۔ نعمتوں کے اس قسم کے اظہار کے نتیجے میں ایک یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کو پتہ چلتا ہے کہ اس پاس کچھ ہے اور وہ اس سے اپنی حاجت روائی کی توقع رکھتے ہیں۔ بعض ملامتی فرقے کے لوگ ہیں جو اچھا بھلا ہونے کے باوجود میلے اور گندے کپڑے پہنے پھرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اسی میں ہماری نجات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ دے، پسند فرماتا ہے کہ وہ اس کے جسم پر نظر بھی آئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: بندے کو قیامت کے دن خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا تو خدا اس سے فرمائے گا: کیا مَیں نے تمہیں کان، آنکھیں، مال اور اولاد نہ دی تھی اور تیرے لئے جانور اور کھیتی مسخر نہ کر دیئے تھے۔ اور تجھے سرداری نہ دی تھی اور تُو نعمتوں میں نہ پلا بڑھا تھا؟ کیا تجھے کبھی یہ خیال آیا تھا کہ ایک دن تیری مجھ سے ملاقات ہوگی؟ بندہ کہے گا: نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس طرح تو نے آج کے دن مجھے بھلا دیا ہے میں قیامت کے دن تجھے بھلا دوں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:۔ میں نے ایک مرتبہ کسی کا علاج کیا۔ ایک بڑھیا نے نذرانہ میں مجھ کو سکھوں کے وقت کا تانبے کا ایک پیسہ دیا۔ میں نے نہایت خوشی اور شکر گزاری کے ساتھ لے لیا۔ اور اپنے دل میں سوچا کہ میں اس کو اگر خدا کے نام پر کسی کو دے دوں تو کم سے کم اس ایک پیسے سے سات سو پیسے بنا سکتا ہوں۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ...... الخ (البقرہ: ۲۶۲) (مرقاہ الیقین صفحہ ۲۶۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے مخلص اصحاب کی خدمتوں پر قدردانی کا اظہار کرتے ہوئے جس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتے تھے اس کی کچھ جھلکیاں تو پچھلے خطبوں میں بیان کر چکا ہوں۔ اس ضمن میں چند مزید واقعات آج آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:۔ آپ اپنے خدام کو بڑے ادب اور احترام سے پکارا کرتے تھے۔ اور حاضر وغائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے تھے۔ میں نے بارہا سنا ہے اپنی زوجہ محترمہ سے آپ گفتگو فرما رہے ہیں۔ اور اسی اثناء میں کسی خادم کا نام زبان پر آ گیا تو بڑے ادب سے لیا جیسے سامنے لیا کرتے ہیں۔ کبھی تُو کر کے کسی کو خطاب نہیں فرمایا، تحریروں میں جیسا آپ کا عام رویہ ہے، حضرت اخویم مولوی صاحب اور حضرت اخویم حِبی فی اللہ مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے۔ میں نے اتنے دراز عرصہ میں کبھی نہیں سنا کہ آپ نے مجلس میں کسی ایک کو بھی تُو کر کے پکارا ہو۔

(سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ صفحہ ۴۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت سے کاروبار تجارت میں مشغول ہے ان میں سے ایک حبی فی اللہ سیٹھ عبدالرحمان صاحب تاجر مدراس قابل تعریف ہیں اور انہوں نے بہت سے موقعہ ثواب کے حاصل کئے ہیں۔ وہ اس قدر پُر جوش محبّ ہیں کہ اتنی دور رہ کر پھر نزدیک ہیں اور ہمارے سلسلہ کے لنگر خانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں اور ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جو محبت اور اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں کیونکہ تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں...... میں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب موصوف دل و جان سے ہمارے محبّ ہیں۔ انہوں نے فوجداری مقدمات میں جو میرے پر کئے گئے تھے اپنے بہت سے روپیہ سے میری مدد کی اور جوش محبت سے دیوانہ وار سرگرداں ہو کر میری ہمدردی کرتے رہے۔ اب وہ ہمارے کام کے لئے صدہا روپیہ کا خرچ اٹھا کر لندن میں بیٹھے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جلد تر خیر و عافیت سے واپس لائے۔(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر۳ صفحہ ۱۵۸تا ۱۵۹) اب مجھے علم نہیں تھا کہ وہ لندن سلسلے کے کام پہ گئے ہیں مگر بہرحال اس روایت سے پتہ چلا ہے۔

’’حبی فی اللہ مولوی غلام حسن صاحب پشاوری‘‘: یہ غالباً حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خسر تھے۔’’ اس وقت لدھیانہ میں میرے پاس موجود ہیں۔ محض ملاقات کی غرض سے پشاور سے تشریف لائے ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ وفادار مخلص ہیں اور لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ میں داخل ہیں۔ جوش ہمدردی کی راہ سے دو روپیہ ماہواری چندہ دیتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ بہت جلد للّٰہی راہوں اور دینی معارف میں ترقی کریں گے کیونکہ فطرت نورانی رکھتے ہیں‘‘۔(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۴۰) یہ بیچ میں آ کے لاہوری فتنے کا شکار ہو گئے تھے اور بہت دیر تک ان کی وجہ سے جماعت پشاور اور اردگرد لاہوری فرقہ پھیلا لیکن چونکہ وہ نیک انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ان کا بڑی محبت سے ذکر فرمایا ہے بالآخر قادیان پہنچے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور نیک انجام جماعت احمدیہ کے ساتھ ہوا۔

’’حِبّی فی اللہ مولوی حکیم غلام احمد صاحب انجینئر ریاست جموں۔ مولوی صاحب موصوف نہایت سادہ وضع، یک رنگ، صاف باطن دوست ہیں اور عطرِ محبت اور اخلاص سے ان کا دل معطر ہے۔ دینی امدادات میں پورے پورے صدق سے حاضر ہیں۔ مولوی صاحب اکثر علوم وفنون میں کامل لیاقت رکھتے ہیں اور ان کے چہرہ پر استقامت وشجاعت کے انوار پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ کے چندہ میں دو روپیہ ماہواری انہوں نے اپنی مرضی سے مقرر کیا ہے۔ **جزاھم اللہ خیر الجزاء**‘‘۔(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۳۱ تا ۵۳۲) اب دیکھیں دو دو روپوں والوں کا بھی کیسا ذکر کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور یہ انہی دو دو روپے کی برکت ہے کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں روپیہ جماعت کو ملنا شروع ہو گیا ہے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے لوث دینی خدمات اور اَن گنت خوبیوں کے اعتراف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک فارسی نظم لکھی اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراطِ مستقیم پر جان دی۔ وہ دینِ اسلام کا حامی تھا اس کا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دین متین کا خزانہ۔ اس نے سچائی کو اختیار کر لیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کی وجہ سے ربِ علیم کی درگاہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا۔ اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت دلاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔ اس کی فطرت چونکہ فہمِ رسا کی آب و تاب رکھتی تھی اس لئے جو کچھ بھی ہم کہتے تھے وہ اس کی زیرک طبیعت میں داخل ہو جاتا تھا۔ اگرچہ ایسے یک رنگ کی جدائی سے دل کو تکلیف ہے لیکن خداوند کریم کے فعل پر راضی ہیں۔ اے خدا اس کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اسے جنّت میں داخل کر دے۔

(اخبار البدر۔ ۹ فروری ۱۹۰۶ء)

حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ کا ذکر خیر:۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے آپ کے دستِ مبارک میں ایک عصا تھا۔ ایک درخت سے پھل اتارنے کے لئے وہ عصا جب مارا تو وہیں اٹک کے رہ گیا۔ اس پر حضرت حافظ نبی بخش صاحب بڑی پھرتی کے ساتھ اس درخت پر چڑھے اور وہ عصا اتار لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا بار بار بہت ہی پیار سے ذکر فرمایا اور کہا حافظ صاحب آپ نے تو کمال کر دیا بڑی پھرتی سے آپ درخت پر چڑھ گئے یہ آپ نے کیسے سیکھا؟ حضرت حافظ صاحب کو اس کی اتنی خوشی ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فعل پر آپ کی باچھیں کھل گئیں۔ آپ عصا مبارک جب اتار کر لائے تو آپ فرمایا کرتے تھے۔ میاں نبی بخش یہ تو آپ نے کمال کیا کہ درخت پر چڑھ کر سوٹا اتار لیا۔ کیسے درخت پر چڑھے اور کس طرح سے درخت پر چڑھنا سیکھا یہ سوٹا تو ہمارے والد صاحب کا تھا جسے گویا آج آپ نے نیا دیا ہے۔ حضور بعد میں بھی بار بار فرماتے تھے کہ میاں نبی بخش نے درخت پر چڑھ کر سوٹا اُتارنے میں کمال کر دیا۔(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ ۳۹) اب چھوٹی چھوٹی خدمات کا حضورؑ کیسی محبت سے ذکر کرتے ہیں۔

ہماری بڑی خالہ جان زینب بیگم حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحبؓ کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ:۔ میں تین ماہ کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہی۔ پنکھا جھلا کرتی تھی اور بعض دفعہ ساری ساری رات میں پنکھا جھلتی رہی اور مجھے نیند نے نہ ستایا نہ اونگھی بلکہ پورے کمال کے ساتھ میں نے حضور کی خدمت کی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کے وقت اُٹھ کر فجر کی اذان کے وقت مجھے فرمایا کہ تھکان معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے عرض کیا نہیں میں تو بہت خوش ہوں۔ اسی طرح جب مبارک احمد بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔(سیرت المہدی جلد سوم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

بطور شکر احسان باری تعالیٰ کے اس بات کا ذکر کرنا واجبات سے ہے کہ میرے اہم کام تحریر تالیفات میں خدا تعالیٰ کے فضل نے مجھے ایک عمدہ اور قابل قدر مخلص دیا ہے یعنی عزیزی میاں منظور محمد کاپی نویس جو نہایت خوشخط ہے جو نہ دنیا کے لئے بلکہ محض دین کی محبت سے کام کرتا ہے...... اسی جگہ قادیان میں اقامت اختیار کی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے کہ میری مرضی کے موافق ایسا مخلص سرگرم مجھے میسّر آیا ہے کہ میں ہر ایک وقت دن کو یا رات کو کاپی نویسی کی خدمت اس سے لیتا ہوں۔ اور وہ پوری جانفشانی سے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس روحانی جنگ کے وقت میں میری طرف سے دشمنوں کو شکست دینے والے رسالوں کے ذریعہ سے تاڑ تاڑ مخالفوں پر فیر ہو رہے ہیں اور درحقیقت ایسے مویّد اسباب میسّر کر دینا یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے جس طرف سے دیکھا جائے تمام نیک اسباب میرے لئے میسّر کئے گئے ہیں۔ اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا میں نہیں فرشتے لکھتے جاتے ہیں۔

(مجبوعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۱۶۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

اخویم شیخ محمد حسین مرادآبادی ہیں جو اس وقت مرادآباد سے قادیان میں آ کر اس مضمون کی کاپی محض للہ لکھ رہے ہیں شیخ صاحب ممدوح کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ۔ وہ مجھ سے محض للہ غایت درجہ کا خلوص و محبت رکھتے ہیں اُن کا دل حُبِّ للہ سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہیں میں انہیں مرادآباد کے لئے ایک شمع منور سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو اُن میں ہے وہ کسی دن دوسروں میں بھی سرایت کرے گی۔ شیخ صاحب اگرچہ قلیل البضاعت ہیں مگر دل کے سخی اور منشرح الصدر ہیں۔ ہر طرح سے اس عاجز کی خدمت میں مشغول رہتے ہیں اور محبت سے بھرا ہوا اعتقاد اُن کے رگ و ریشہ میں رچا ہوا ہے۔(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۸)

اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کے لئے دعا ایک بڑا مؤثر ذریعہ ہے۔ اس ضمن میں اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو دعائیں ہمیں سکھائی ہیں ان میں سے بعض آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کئی دوست مجھ سے سوال کرتے رہتے ہیں کہ ہمیں طریقہ سکھائیں قربِ الٰہی کا، کون سی دعا کریں۔ سیدھی سادی دعا یہی کرنی چاہئے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا قرب عطا فرما۔

اب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَ دْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ﴾(سورۃ النمل: ۲۰) اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

ایک اورآیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (سورة الاحقاف :١٦) اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکر یہ ادا کرسکوں جوتُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کردے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن غنّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت یہ کہا کہ اَللّٰھُمَّ مَا أَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ اے اللہ جو بھی نعمت مجھے ملی وہ تیری ہی طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اور شکر تیرے ہی لئے ہیں۔ تو گویا اس نے اپنے دن کا شکر ادا کردیا۔ اور جس نے اسی طرح شام کے وقت کہا تو اس نے اپنی رات کا شکر ادا کردیا۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الأدب)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْأَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَي الرُّشْدِ وَأَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ وَأَسْأَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَأَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ یعنی اے اللہ! میں تجھ سے ہر معاملہ میں ثابت قدمی اور ہدایت پر استقامت چاہتا ہوں اور تجھ سے تری نعمتوں کا شکر اور تیری بہترین عبادت کی توفیق مانگتا ہوں اور تجھ سے قلبِ سلیم اور سچی زبان طلب کرتا ہوں اور ہر شر سے جسے تُو جانتا ہے تیری پناہ میں آتا ہوں اور ہر اس نیکی کی توفیق مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور تجھ سے (ہر اُس گناہ کی) بخشش کا طلبگار رہوں جسے تُو جانتا ہے۔ (سنن النسائی، کتاب السہو)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اُن کو ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا: اے معاذؓ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے معاذؓ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ نماز کے بعد یہ دعا چھوٹنے نہ پائے کہ اے میرے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں، تیرا شکر کرسکوں اور عمدگی کے ساتھ تیری عبادت کرسکوں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا کہ بعض دعائیں ایسی ہیں جو میں نے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنی ہیں جب تک میں زندہ رہوں گا ان کو ترک نہ کروں گا۔ میں نے آپؐ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: میرے اللہ! مجھے اپنا سب سے بڑا شکر گزار بنادے اور ایسا بنادے کہ میں سب سے زیادہ تیرا ذکر کرنے والا اور سب سے زیادہ تیری نصیحت پر عمل کرنے والا بنوں اور سب سے زیادہ تیری وصیت کو یاد رکھنے والا بن جاؤں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ٢ صفحہ ٣١١ مطبوعہ بیروت)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور بعض کلمات ہمیں سکھاتے تھے وہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جیسے کہ تشہد سکھایا کرتے تھے۔ وہ کلمات کیا ہیں؟ اے اللہ! ہمارے دلوں میں باہم الفت ڈال اور ہمارے تعلقات کی اصلاح فرما اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا اور ہمیں اندھیروں سے بچا کر نور تک پہنچا اور ہمیں فواحش سے بچا، وہ ظاہری ہوں یا باطنی۔ اور ہمارے لئے ہماری سماعتوں اور ہماری بصارتوں اور ہمارے دلوں اور ہمارے ازواج اور ہماری اولادوں میں برکت ڈال اور ہماری توبہ قبول فرماتے ہوئے ہم پر نظر کرم فرما۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمت کا شکر کرنے والا بنا۔ اس پر تیرے ثناء خواں ہوں اور اس کے قابل اور اہل ہوں۔ اور اسے ہم پر تمام کردے۔

(سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلوٰة)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر حضرت حذیفہؓ کو دشمن کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا تو اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اس پر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سن لی ہے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت غیر ہوگئی سجدے میں گر پڑے اور بے اختیار رو رو کر دعا کی کہ اے اللہ تیرا شکر کیسے ادا کروں کہ تو نے میرے پیارے بندوں کی بھی حمایت کا اعلان فرمایا۔ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے ہاتھ پھیلا دیئے آنکھیں بند فرمالیں اور عرض کی اے اللہ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں، اے اللہ! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھ پر رحم فرمایا، اسی طرح میرے ساتھیوں پر بھی رحم فرمائے گا۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی)

حضرت خلیفة المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب نیند سے اٹھتے تو دعا مانگتے: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ“ بلکہ کروٹ بدلنے میں بھی شکریہ ادا کرتے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ پڑھتے۔

(حقائق الفرقان جلد٣ صفحہ ٢٢٣)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام کی ایک دعا ہے:۔

اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کرسکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں (بے غایت کا مطلب ہے بے حد) میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہوجاؤں۔ میرے دل میں اپنی خاص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہوجائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو، رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

(مندرجہ الحکم ٢١/فروری ١٨٩٨ء جلد٢ نمبر١ ملفوظات جلداوّل صفحہ ١٠٣)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام اللہ تعالیٰ کا شکر اپنے منظوم کلام میں یوں بیان کرتے ہیں:۔

کیونکر ہو شکر تیرا ، تیرا ہے جو ہے میرا
تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا

پھر فرماتے ہیں:۔

کروں کیونکر ادا میں شکر باری
فدا ہو اُس کی رہ میں عمر ساری
میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے دن رات
ہے شکر ربّ عزّ و جل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

پھر ایک لمبی نظم میں سے یہ چند شعر ہیں:۔

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

پھر فرماتے ہیں:۔

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہوگیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہوگیا
شکر للہ! مل گیا ہم کو وہ لعلِ بے بدل
کیا ہوُا گر قوم کا دل سنگ خارا ہوگیا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنے کی بار بار نصیحت کی گئی ہے اور بکثرت شکر گزاری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام فرماتے ہیں:۔

﴿فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ﴾ (البقرہ:١٥٣) یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تم کو نہ بھولوں گا۔ تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو۔

(ملفوظات جلد ٣ صفحہ ١٨٩ جدید ایڈیشن)

اسی مضمون پر مشتمل بعض اور آیات پیش کرتا ہوں جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْالِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (سورہ البقرہ: ۱۷۳) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

کھاتے وقت صرف حلال کی بحث نہیں ہے خدا تعالیٰ نے تو مومن کو سکھایا ہے کہ حلال تو بہت سی چیزیں ہوں گی مگر جو ان میں سے طیّب ہوں بہت اعلیٰ درجہ کی ان کو کھایا کرو۔

﴿اِنَّ الَّـذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَاللّٰہِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْہُ وَاشْکُرُوْا لَہٗ۔اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ﴾(سورۃ العنکبوت:۱۸)

یقیناً وہ لوگ جن کی تم اللہ کی بجائے عبادت کرتے ہو تمہارے لئے کسی رزق کی ملکیت نہیں رکھتے۔ پس اللہ کے حضور ہی رزق چاہو اور اُس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

پھر سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿وَوَصَّیْنَاالْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ۔حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَ فِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ۔اِلَیَّ الْمَصِیْرُ﴾(سورۃ لقمان :۱۵)

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے حق میں تاکیدی نصیحت کی۔ اُس کی ماں نے اُسے کمزوری پر کمزوری میں اٹھائے رکھا۔ اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں (مکمل) ہوا۔ (اُسے ہم نے یہ تاکیدی نصیحت کی) کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

حضرت امام رازیؒ نے اس میں یہ بہت اعلیٰ درجہ کا نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پیدائش میں اصل وجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے لیکن تصویری شکل میں یہ والدین سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے شکر کو دونوں کے درمیان مقرر فرمادیا کہ میرا بھی شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی۔ لیکن یہ فرق ہے کہ تم والدین کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤ گے، لوٹ کر میری ہی طرف آؤ گے اس لئے میرا شکر زیادہ واجب ہے۔ (التفسیر الکبیر لإمام رازی)

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

﴿......اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا۔ وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ﴾(سورۃ سبا: ۱۴)

اے آلِ داؤد! (اللہ کا) شکر بجا لاتے ہوئے (شکر کے شایانِ شان) کام کرو۔ اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں سے جو (درحقیقت) شکر ادا کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت سے متعلق فرماتے ہیں:۔

”خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ﴾(سبا:۱۴) کہ شاکر اور سمجھدار بندے ہمیشہ کم ہوتے ہیں“ یہ زائد بات آپ نے بیان فرمائی ہے اس میں کہ شاکر اور سمجھ دار بندے ہمیشہ ہی کم ہوتے ہیں ”جو کہ حقیقی طور پر قرآن مجید پر چلنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی محبت اور تقویٰ عطا کیا ہے وہ خواہ قلیل ہوں مگر اصل میں وہی سوادِ اعظم ہے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۴۸ جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

اصل شکر تقویٰ وطہارت میں مضمر ہے۔

”تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان کا پوچھنے پر الحمدللہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کرلیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو۔ کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک ہندو سررشتہ دار نے جس کا نام جگن ناتھ تھا اور جو ایک متعصّب ہندو تھا بتلایا کہ امرتسر یا کسی جگہ میں وہ سررشتہ دار تھا جہاں ایک ہندو اہلکار در پردہ نماز پڑھا کرتا تھا، مگر بظاہر ہندو تھا۔ میں اور دیگر سارے ہندو اُسے بہت بُرا جانتے تھے اور ہم سب اہلکاروں نے مل کر ارادہ کرلیا کہ اس کو ضرور موقوف کرائیں۔ سب سے زیادہ شرارت میرے دل میں تھی۔ میں نے کئی بار شکایت کی کہ اس نے یہ غلطی کی ہے اور یہ خلاف ورزی کی ہے، مگر اس پر کوئی التفات نہ ہوتی تھی لیکن ہم نے ارادہ کرلیا ہوا تھا کہ اسے ضرور موقوف کرادیں گے اور اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہونے کے لئے بہت سی نکتہ چینیاں بھی جمع کرلی تھیں اور میں وقتاً فوقتاً اُن نکتہ چینیوں کو صاحب بہادر کے رُو برو پیش کردیا کرتا تھا۔ صاحب اگر بہت ہی غصّہ ہو کر اس کو بلا بھی لیتا تھا تو جونہی وہ سامنے آجاتا تو گویا آگ پر پانی پڑ جاتا۔ معمولی طور پر نہایت نرمی سے فہمائش کردیتا۔ گویا اس سے کوئی قصور سرزد ہی نہیں ہوا“۔

(ملفوظات جلداوّل صفحہ ۴۹ جدید ایڈیشن)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تقویٰ کا اصل بیان فرما رہے ہیں کہ اس کا بھی ایک رعب ہوتا ہے وہ بظاہر ہندو دل سے سچا مسلمان تھا، بہت ہی پارسا تھا اور اس کی باتوں میں اتنا گہرا اثر تھا کہ جب صاحب بہادر اس کی بات سنا کرتا تھا تو خواہ کتنا ہی اس کو غصہ دلایا جائے اس کے سامنے وہ نرم پڑ جاتا تھا۔

اب آخر پر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

۱۸۸۳ء ، ۱۸۹۶ء، ۱۹۰۰ء اور ۱۹۰۶ء کے سالوں میں چار دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا:۔

اِنَّ الَّـذِیْـنَ کَـفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَدَّ عَلَیْھِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ۔ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ۔

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور خدا تعالیٰ کی راہ کے مزاحم ہوئے اُن کا ایک مرد فارسی الاصل نے ردّ لکھ دیا ہے۔ اس کی سعی کا خدا شاکر ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۷۲ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

ایک الہام ۱۸۹۳ء کا ہے:۔

اِنَّـا فَتَـحْـنَـا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ۔ فَکُنْ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۔اَلَیْسَ اللّٰہُ عَلِیْمًابِالشَّاکِرِیْنَ۔ فَقَبِلَ اللّٰہُ عَبْدَہٗ وَ بَرَّأَہٗ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا۔

ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دے دی تا تیری طرف منسوب کردہ غلطیوں کو چاہے پہلی ہوں یا پچھلی، مٹا دے۔ پس تو شاکرین میں سے ہوگا۔ کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جاننے والا نہیں؟ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو قبول فرمالیا اور لوگوں کی جھوٹی تہمتوں سے بری ثابت کیا اور وہ اپنے رب کے نزدیک وجیہہ ہے۔

(تذکرہ مطبوعہ ۱۹۶۹ء صفحہ ۴۲۶)

جو اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا الہام ہے اس کا بھی ایک پس منظر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام سے یہ بتایا گیا کہ ان کے والد کی رات کو وفات ہونے والی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنی جائیداد وغیرہ کا کچھ پتہ نہیں تھا کیونکہ روٹی بھی والد بھجوا دیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر اس سے بہت قلق ہوا اور بے اختیار خدا سے دعا کی کہ اے خدا میرا کیا بنے گا۔ میرے والد گزر گئے تو میرا کیا بنے گا۔ اس وقت بڑے زور سے یہ الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰـہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۔کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ کہتے ہیں میرا سارا غم جاتا رہا اور اس کے بعد ساری عمر کبھی بھی کوئی ایسی ضرورت پیش نہ آئی جس پر اللہ تعالیٰ نے میری کفالت نہ فرمائی ہو۔ آپ نے اسی وقت کسی کو امرتسر بھجوایا کہ انگوٹھی بنوا کے بھجواؤ۔

آج میرا ارادہ تھا کہ انگوٹھی پہن کر آپ کو دکھاتا۔ آجکل وہ انگوٹھی میرے پاس ہے۔ ورثہ میں وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ملی تھی لیکن آپ نے یہ بڑا احسان کیا جماعت پر کہ آپ نے کہا کہ یہ اصل میں میرا ورثہ نہیں۔ یہ ساری جماعت کا ورثہ ہے۔ پس میرے بعد جو بھی خلیفہ ہؤا کرے گا وہ یہ انگوٹھی پہنا کرے۔ تو میں احتیاطاً وہ انگوٹھی اتار آیا تھا۔ میں اس وقت وہ آپ کو نہیں دکھا سکتا۔

آخر پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہزار دفعہ سمجھایا ہے کہ ’دعا فرمائیں‘ کا محاورہ استعمال نہ کیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا عشق تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کہ اس کی مثال نظر نہیں آتی مگر کسی ایک جگہ بھی آپ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ آپ نے ’دعا فرمائی‘۔ بلکہ اس قسم کے فقرے لکھا کرتے تھے کہ یہ اُس عاجز کی گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا۔ پس جب آپ لوگ مجھے لکھتے ہیں دعا کے لئے تو غلطی سے ’دعا فرمائیں‘ کا محاورہ لکھ دیتے ہیں جس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میں کون ہوں جو خدا کے حضور کوئی ’فرما‘ سکوں۔ میرا تو محض عرض کرنا کام ہے۔ پس آپ بھی یہی دعا کیا کریں، یہی مجھے لکھا کریں کہ آپ خدا کے حضور یہ دعا ’عرض‘ کریں۔

****

جماعت احمدیہ سیرالیون کے
۴۳ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

ملکی ناسازگار حالات کی وجہ سے آٹھ سال کے تعطل کے بعد یہ جلسہ منعقد ہوا

(۱۳۴ جماعتوں کے ۲۴۷۰ نمائندگان شامل ہوئے۔ وزیر مملکت، پیراماؤنٹ چیفس اور کئی امام شامل ہوئے۔ ہمسایہ ممالک گنی کناکری اور لائبیریا سے وفود کی شمولیت)

(رپورٹ مرتبہ: سید حنیف احمد ۔ مبلغ سلسلہ)

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کی اجتماعیت کا وہ مظہر ہے جسے ماموز زمانہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ہاتھ سے شروع کیا اور اب ملکوں ملکوں خدا کے بندے اس سے فیض پا رہے ہیں۔ خانہ جنگی اور ناسازگار ملکی حالات کی بنا پر عرصہ آٹھ سال سے جماعت احمدیہ سیرالیون اس برکتوں سے معمور اجتماع سے محروم چلی آ رہی تھی۔ ملک میں امن تو قائم ہو چکا ہے مگر ابھی مہاجرین کی آبادکاری ہو رہی ہے۔ معاشی صورتحال بہت ابتر ہے جس کی وجہ سے ہر کوئی خدشات میں مبتلا تھا کہ جلسہ منعقد کیا جائے یا نہ ۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو توکل کا سبق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں کو دیا اسی کے سہارے مکرم مولانا طارق محمود جاوید صاحب امیر و مبلغ انچارج سیرالیون نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ جلسہ ضرور ہو۔ پانچ ماہ قبل تیاری شروع کر دی گئی۔ تمام ضروری سامان رہائش و طعام وغیرہ جنگ میں لوٹا جا چکا تھا اور نئے سرے سے تمام سامان خریدنا تھا جس کے لئے کثیر رقم درکار تھی۔ تمام ریجنز کو ٹارگٹ دئے گئے، دورے کئے گئے اور ولولہ پیدا کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب نے بذات خود وقفہ وقفہ سے بو (Bo) جا کر انتظامات کا جائزہ لیا کیونکہ یہ جلسہ حسب معمول فری ٹاؤن سے ۲۵۰ کلومیٹر دور بو شہر میں منعقد ہو رہا تھا جو جماعت احمدیہ سیرالیون کا پہلا مرکز تھا۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں بار بار دعا کے لئے لکھا جاتا رہا۔ مقامی طور پر بار بار دعا کی تحریک کی گئی۔ ہینڈ بلز اور اشتہارات کے علاوہ ریڈیو فری ٹاؤن، ریڈیو میل ۹۱، ریڈیو بو اور کینیما کے ذریعہ بار بار اعلان کروائے گئے۔ یہ جلسہ ۲۱/فروری تا ۲۳/فروری ۲۰۰۳ء منعقد کیا گیا۔

۲۰/فروری کا دن سیرالیون کے چاروں اطراف سے احمدی احباب کو لے کر بو کی طرف بڑھا۔ خاکسار بعد دوپہر مکرم ڈاکٹر محمد اشرف صاحب کے ساتھ فری ٹاؤن سے نکلا۔ راستے میں پولیس والے اور دیگر لوگ جماعت احمدیہ کی گاڑی دیکھ کر نعرے لگاتے رہے، احمدیہ زندہ باد۔ نیز جلسہ سالانہ کے قافلے ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی اپنی گاڑیوں سے باآواز بلند السلام علیکم اور نعرہ تکبیر، اللہ اکبر اور احمدیت زندہ باد کے نعرے بلند کرتے ۔ ایک عجیب جوش اور ولولہ ہر دل میں موجزن تھا۔ اور بوقت شام بکثرت مہمان جلسہ گاہ میں حاضر ہو چکے تھے۔ بعض لوگ ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر نہ ہونے کے باعث ۲۲ میل تک پیدل چل کر جلسہ میں حاضر ہوئے۔ تمام مہمانوں کو احمدیہ پرائمری سکول بو اور احمدیہ سیکنڈری سکول بو میں ٹھہرایا گیا۔

پہلا دن

۲۱/فروری بروز جمعۃ المبارک جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا۔ صبح چار بجے مسجد بھر گئی۔ ساڑھے چار بجے نماز تہجد شروع ہوئی جو کہ معلم مصطفیٰ فوقانہ صاحب نے پرسوز دعاؤں اور لمبے سجدوں کے ساتھ پڑھائی۔ نئے احمدیوں کے لئے یہ عجیب نظارہ تھا کہ نمازیں لمبی بھی پڑھی جاتی ہیں اور ان کو دعاؤں سے بھی مزین کیا جا سکتا ہے۔ احمدیہ مسجد ناصر بو چھوٹی پڑ گئی اور ایک کثیر تعداد نے مسجد کے صحن میں نماز تہجد ادا کی۔ نماز فجر مکرم امیر صاحب نے پڑھائی اور درس القرآن مکرم خوشی محمد شاکر صاحب ریجنل مبلغ لنگی نے دیا۔

افتتاح اور پہلا اجلاس

مورخہ ۲۱/فروری ساڑھے نو بجے مکرم مولانا طارق محمود جاوید صاحب امیر جماعت سیرالیون نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ سیرالیون کا قومی جھنڈا پیراماؤنٹ چیف مکرم محمد سامبی کاگوائے دوم (P.C.Muhammad Ishambi Kargoi II) آف ووںڈے چیفڈم نے لہرایا۔ اس تمام عرصہ میں فضا لاالہ الااللہ کے ورد سے گونجتی رہی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور تمام حاضرین اپنی اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہوئے۔

پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم امیر صاحب سیرالیون و گنی کوناکری کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک و ترجمہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ اور اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔

آپ نے بتایا کہ یہ جلسہ ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب شروع کیا تو صرف ۷۵/احباب حاضر تھے اور اب جبکہ وہ فیض پھیل کر لاکھوں، کروڑوں روحوں کو سیراب کر چکا ہے تو تعداد بھی بڑھ چکی ہے۔ پاکستان میں ۱۹۸۳ء میں جو آخری جلسہ ہوا اس میں ۲۷۰،۰۰۰/افراد شامل ہوئے اور آپ لوگ گواہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے جو سیرالیون کے مختلف علاقوں سے اپنی جماعتوں کی نمائندگی میں شامل ہوئے۔ آپ اس جلسہ کی برکات سے پوری طرح مستفید ہوں اور پھر واپس جا کر دوسروں کو بتائیں کہ کیا دیکھا اور کیا سنا۔ یہ وقت دعاؤں میں گزاریں ۔ آخر پر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وہ دعائیں جو جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی تھیں پڑھ کر سنائیں اور احباب کو نصائح فرمائیں ۔

مکرم امیر صاحب کے افتتاحی خطاب کے بعد مکرم خوشی محمد صاحب شاکر ریجنل مشنری لنگی نے ''حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بطور خاتم النبیین'' کے موضوع پر تقریر کی اور مختلف حوالہ جات سے ثابت کیا کہ تمام اولیاء اور صلحاء کا ختم نبوت کے بارہ میں وہی ایمان اور اعتقاد ہے جو آج جماعت احمدیہ کا ہے۔ اور اگر وہ لوگ مسلمان تھے تو جماعت احمدیہ بھی مسلمان ہے۔

اس کے ساتھ ہی پہلا سیشن ختم ہوا اور نماز جمعہ کے لئے احباب مسجد میں حاضر ہوئے ۔ جمعہ اور عصر کی نمازیں مکرم امیر صاحب نے جمع کر کے پڑھائیں۔ خطبہ جمعہ میں سورۃ فتح کی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ بیعت کے وقت جو وعدہ ہم کرتے ہیں اس کو ہر حال میں پورا کرنا ہے کیونکہ یہ وعدہ اللہ سے ہے اور وعدہ کے مطابق نیکیوں میں آگے بڑھیں، نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کریں، اس سے مومنوں کے لئے مزید بشارتیں حاصل ہوں گی ۔ انشاء اللہ۔

دوسرا سیشن

پہلے دن کا دوسرا سیشن ریذیڈنٹ منسٹر ساؤتھ کی صدارت میں شروع ہوا۔ آپ نے اپنے صدارتی کلمات میں فرمایا:

''مَیں اگرچہ عیسائی سکولوں میں پڑھا ہوں مگر بحیثیت مسلمان مَیں فخر سے اعلان کرتا ہوں کہ احمدیت ایسے وقت میں سیرالیون میں آئی جب عیسائیت کا زور تھا اور مسلمان عیسائی ہو رہے تھے۔ اس وقت جماعت احمدیہ نے مسلم سکول کھولے اور کلینک کھولے اور اسی کے نتیجہ میں مسلمان عیسائی ہونے سے بچ گئے۔ یہ سب جماعت احمدیہ کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ جلسہ بہت مبارک کرے اور بہت ساری خوشخبریوں کا موجب بنائے۔ مَیں بطور ریذیڈنٹ منسٹر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو بے شمار ترقیات سے نوازے۔ آمین''۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم یوسف خالد ڈوری صاحب ریجنل مبلغ بو نے ''پیشگوئی مصلح موعودؓ'' کے موضوع پر ایمان افروز تقریر کی اور بتایا کہ یہ پیشگوئی مخالفین کے مطالبہ پر وجود میں آئی اور مخالفین کو زندہ درگور کر دینے والی تھی۔ اور آج ساری دنیا کے احمدی گواہ ہیں کہ کس شان سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

دوسری تقریر مکرم معلم سلیمان سانڈی صاحب نے ''ظہور امام مہدیؑ اور علامات'' کے موضوع پر ٹھوس مقالہ پیش کیا۔ آپ نے سیرالیون کے حالات کے مطابق مثالیں دے کر سمجھایا اور ثابت کیا کہ ''جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا''۔ اس کے بعد مکرم طاہر مہدی صاحب مینیجر احمدیہ پریس نے قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے مالی قربانیوں کے مختلف درجے بیان کئے اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے مالی قربانیوں کے پُر اثر واقعات پیش کئے جنہیں حاضرین نے بہت پسند کیا اور دلچسپی سے تمام تقاریر سنیں۔ اس کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد ایک نشست نئے احمدیوں کے لئے رکھی گئی تھی جس میں انہوں نے اپنے احمدی ہونے کے واقعات دلچسپ انداز میں بیان کئے۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز حسب معمول نماز تہجد سے ہوا جو معلم مصطفےٰ فوفانہ نے پڑھائی۔ نماز فجر مکرم امیر صاحب نے پڑھائی اور درس حدیث مکرم جمال دین محمود صاحب نے دیا۔

پہلا اجلاس

ساڑھے نو بجے مکرم امیر صاحب اور دیگر ممبران مجلس عاملہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو احباب نے نعروں کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور لاالہ الا اللہ کے ورد کے جلو میں آپ سٹیج پر تشریف فرما ہوئے۔ اس سیشن کی صدارت نائب امیر اول مکرم الحاجی علیو ایس دین نے کی۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر الحاجی ادریس بنگورہ صاحب نے ''برکات خلافت'' پر تقریر کی۔ جس میں آیت استخلاف کی روشنی میں تاریخ اسلام کو پیش کر کے بتایا کہ اسلام کی ترقی صرف خلافت سے وابستہ ہے۔ آپ نے کھول کر بتایا کہ اللہ کا نور صرف خلافت کے ذریعہ ہی عوام الناس تک پہنچتا ہے۔ آپ نے بجلی کی رو اور بلب کی مثالیں دے کر فرمایا کہ خلافت سے تعلق کو مضبوط رکھیں، اللہ کی طرف جھکیں اور اپنے آپ میں ان برکات کو ملاحظہ کریں۔ آپ کی تقریر کے دوران بار بار نعرہ ہائے تکبیر، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، خلافت احمدیہ زندہ باد بلند ہوتے رہے۔

اس سیشن کی دوسری تقریر خاکسار کی تھی ۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس شعر کو موضوع بنایا ''بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم ۔ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم''۔ اور قرآن کے حوالہ سے اس بات کو ثابت کیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت ہی ایمان کی ابتداء ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے چند حوالہ جات اور آپ کی حیات مبارکہ سے چند واقعات پیش کئے کہ کس طرح آپ کا اوڑھنا بچھونا آنحضرت ﷺ کی محبت تھی۔

آخر پر مکرم ہارون جالو صاحب، ریجنل مبلغ میل ۹۱ نے ''عقائد احمدیت'' پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کی تحریروں سے اکتساب کرتے ہوئے ثابت کیا کہ عقائد احمدیت ہی عین اسلام ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔

دوسرا سیشن

دوسرا سیشن نائب امیر دوم مکرم سنوسی سوارے دین صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد نائب امیر اول مکرم الحاجی علیو ایس دین نے ''اسلام اور امن عالم'' کے موضوع پر زبردست تقریر کی۔ آپ نے قرآنی حوالہ جات سے اپنی تقریر کو مزین کیا اور کہا کہ اسلام کا تو معنی ہی امن ہے اور بتایا کہ امن کا حقیقی علمبردار صرف اسلام ہے۔ آپ نے حضور انور ایدہ اللہ کی کتب سے بھی حوالہ جات پیش کئے۔

اس کے بعد مکرم فواد محمد کانو صاحب ریجنل مبلغ مکینی نے ''بچوں کی تربیت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ سے بہت عمدہ انداز میں واقعات پیش کئے اور بتایا کہ اس ضمن میں کوتاہی ہمارے لئے مہیب مسائل پیدا کرسکتی ہے۔

آج کے دن کی آخری تقریر ''قرآن اور سائنس'' کے موضوع پر مکرم اے۔ٹی۔جالو صاحب پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول بو کی تھی۔ آپ نے بڑے پراثر انداز میں قرآن کریم کی مختلف آیات کے حوالہ سے ثابت کیا کہ قرآن نے سائنسی تحقیق کی راہ میں رہنمائی کی ہے اور ۱۴۰۰ سال پہلے ٹھوس صداقتوں کو پیش کیا جنہیں اس وقت لوگ نہیں مانتے تھے مگر اب ہر کوئی ان کا مشاہدہ کررہا ہے۔ اور یہ قرآنی صداقتوں کا عملی اظہار ہے۔ زبان سے کوئی اقرار کرے نہ کرے۔ یہ سارے سائنس دان قرآن کی صداقتوں کو عام کررہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ سیشن اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن نماز مغرب وعشاء کے بعد سوال وجواب کی ایک دلچسپ مجلس رکھی گئی جس میں مکرم فواد محمد کانو صاحب، مکرم خوشی محمد صاحب اور مکرم یوسف خالد ڈوروی صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے۔ یہ دلچسپ مجلس دو گھنٹے تک جاری رہی۔

تیسرا دن

حسب معمول تیسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد باجماعت سے ہوا جو مکرم ہارون جالو صاحب نے پڑھائی۔ مکرم امیر صاحب نے نماز فجر پڑھائی اور درس ملفوظات مکرم الحاجی احمد سیسے صاحب نے دیا۔

اختتامی اجلاس

آج کے دن صرف ایک ہی سیشن رکھا گیا کیونکہ احباب نے واپس جا کر اگلے دن اپنی ذمہ داریوں پر حاضر ہونا تھا۔ اس اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم امیر صاحب سیرالیون نے فرمائی۔

تلاوت کلام پاک اور حضرت مسیح موعودؑ کے پاکیزہ منظوم کلام کے بعد مکرم الحاجی عبدالکریم بنگورہ صاحب صدر انصاراللہ سیرالیون نے ''سیرالیون میں احمدیت'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح سیرالیون میں ۱۹۱۴ء میں پا موسیٰ گبایا کو احمدیت کا پتہ چلا تو آپ نے لندن خط لکھ کر لٹریچر منگوایا اور جلد ہی احمدی ہوگئے اور پھر یہ درخت بڑھتا چلا گیا اور کس طرح مبلغین یہاں آکر تندہی سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو پھیلانے میں کوشاں رہے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؓ اور حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اس کے بعد بعض مہمانوں کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا جن کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

(۱) پیراماؤنٹ چیف رشید کمانڈ ابو نگے دوئم:

آپ نے جلسہ کی مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ میری چیفڈم میں جماعت کو جس قسم کی مدد کی بھی ضرورت ہے میں اس کے لئے حاضر ہوں اور ہر خدمت کے لئے مستعد ہوں۔ اور بحیثیت احمدی میری ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اس ذمہ داری کو کما حقہ ادا کرسکوں۔ آپ نے حاضرین جلسہ کو بتایا کہ میرے انتخاب کے موقع پر بڑی مخالفت تھی مگر خلیفہ وقت اور آپ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے سب مخالفتوں کے باوجود مجھے کامیاب کیا۔

(۲) پیراماؤنٹ چیف محمد سامی کا گوائے دوئم (ووانڈے چیفڈم):

آپ نے فرمایا کہ مجھے ابھی جماعت میں داخل ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔ میں مطالعہ کررہا ہوں اور دعا بھی کررہا ہوں۔ آپ انشاءاللہ جلد خوشخبری سنیں گے کہ میں بھی جماعت میں داخل ہوگیا ہوں۔ میری چیفڈم کے لوگوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(۳) بوریجن چیف امام الحاجی فوفانہ:

آپ نے فرمایا کہ ہم سب مسلمان فرقے امن اور پیار اور محبت سے یہاں رہتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے جو پروگرام ہوتے ہیں ان میں مَیں شامل ہوتا ہوں اور ہر دفعہ کوئی علمی بات حاصل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو یہ جلسہ مبارک کرے اور جماعت جو محبت اور بھائی چارے کا پیغام دیتی ہے اس کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(۴) مکرم سنوسی دانیال، چیفڈم سپیکر کینما:

آپ نے فرمایا کہ کسی صورت اللہ سے تعلق کو ختم نہ ہونے دیں۔ مجھ پر بہت ابتلاء آئے ہیں اور لوگوں نے کہا فلاں منسٹر سے ملو، فلاں سے ملو۔ مگر مَیں نے ہمیشہ انکار کیا اور خلیفہ وقت کو دعا کے لئے لکھا۔ جماعت کو دعا کے لئے کہا اور خود بھی خدا ہی کی طرف جھکا۔ اللہ نے ہمیشہ میرے حق میں خلیفہ وقت کی دعاؤں کو سنا۔ لہذا میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کی طرف جھکیں اور اس سے اپنا تعلق مضبوط کریں۔

(۵) صدر جماعت گنی کناکری اور شیخ الفا ابوبکر کونٹے:

ہر دو نے فرمایا کہ ہم سیرالیون کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ ہم گنی میں اگرچہ تھوڑے ہیں مگر ہمارے دل جماعت احمدیہ کو قبول کرکے اس قدر مضبوط ہوگئے ہیں کہ آپ ہمیں روحانی طور پر سینکڑوں کے روپ میں دیکھ سکتے ہیں۔ ہم کوشش کررہے ہیں کہ گنی میں تبلیغ کو تیز کریں اور جماعت کی افرادی قوت میں ظاہری لحاظ سے بھی اضافہ کریں۔ جماعت احمدیہ سیرالیون کا جلسہ دیکھ کر اندازہ ہوا کہ جماعت کس طرح خلافت سے تعلق رکھتے ہوئے مضبوطی سے بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے اور ہمارے ایمانوں میں ترقی بخشے (آمین)۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں سیرالیون میں ابتدائی احمدیوں کی قربانیوں کے دلگداز واقعات بیان کئے اور ان پر ہونے والے دردناک مظالم کا تذکرہ کیا جس نے محرم کی سی کیفیت پیدا کردی۔ آپ نے خاص طور پر پاعلی روجرز، پاسعید وبنگورہ اور پا قاسم کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ ایک لمبی فہرست ہے جو ساری بیان کرنی ممکن نہیں۔ تاہم مجمل طور پر سب کو یاد رکھیں اور اس عزم کے ساتھ واپس لوٹیں کہ ہم نے ان قربانیوں کو ضائع نہیں ہونے دینا اور احمدیت کے جھنڈے کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جانا ہے اور اس راہ میں کوئی روک حائل نہیں ہونے دیں گے۔ انشاءاللہ۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور یہ جلسہ اپنے بابرکت اختتام کو پہنچا۔ اس جلسہ میں ۴۱۳ جماعتوں کے ۲۴۰۷ احباب شامل ہوئے۔ سیرالیون کے علاوہ پانچ افراد کا ایک وفد گنی کناکری سے جلسہ میں شامل ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔ دعا سے قبل اچھی کارکردگی والے احباب اور جماعتوں میں اسناد تقسیم کی گئیں۔

......☆......☆......☆......

لجنہ اماءاللہ سیشن

جلسہ کے دوسرے روز مستورات کا ایک الگ سیشن منعقد ہوا۔ یہ سیشن مردانہ جلسہ گاہ سے الگ اسمبلی ہال میں ساڑھے تین بجے محترمہ سلمیٰ کابلوں صاحبہ قائم مقام صدر لجنہ اماءاللہ سیرالیون کی صدارت میں منعقد ہوا۔

عزیزہ مکرمہ حافظہ سیدہ مریم احمد نے تلاوت کلام پاک اور ترجمہ پیش کیا جبکہ عزیزہ سیدہ طالعہ ظفرین نے 'بدرگاہ ذی شان خیرالانام' جیسی نظم اپنی مترنم آواز میں سنائی۔

صدارتی کلمات کے بعد سیدہ وحیدہ حنیف صاحبہ نے 'سیرت حضرت اماں جانؓ' کے موضوع پر تقریر کی۔ خاص پہلو یہ تھا کہ ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بہترین نسل پیدا کرنے والی مائیں بننا چاہئے۔

دوسری تقریر ''اسلام میں عورت کا مقام'' کے موضوع پر محترمہ للیان سونگو صاحبہ نیشنل جنرل سیکرٹری لجنہ اماءاللہ نے پیش کی۔ آپ نے قرآنی تعلیمات پیش کرکے فرمایا کہ اسلام نے عورت کو بہت عزت کا مقام دیا ہے۔ افریقن معاشرے میں عورت سے جو سلوک روا رکھا جاتا ہے اس کو صرف اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر ہی دور کیا جاسکتا ہے۔ اور اس کی ذمہ داری آج احمدی عورت پر ڈالی گئی ہے کہ وہ آگے بڑھے اور عورت کو ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی تعلیم دے تا معاشرہ کو جنت نظیر بنایا جاسکے۔

اس کے بعد مکرمہ حلیمہ بنگورہ صاحبہ نے ''عورت کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر ٹھوس علمی انداز میں اور قرآنی آیات سے مزین تقریر پیش کی۔ آپ نے بتایا کہ اس دنیا کو بنانے اور بگاڑنے میں عورت کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اور اس کے بغیر جنت کا حصول ممکن نہیں۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور بہترین معاشرہ پیدا کرسکیں۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب تشریف لائے۔ آپ نے عزیزہ حافظہ مریم احمد کو دوبارہ بلا کر تلاوت کروائی اور پھر آپ نے ''اسلام میں عورت کی قربانیاں'' کے موضوع پر نہایت عالمانہ تقریر کی۔ آپ نے اسلام کی نشأۃ اولیٰ میں عورت کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت سمیہؓ، حضرت خدیجہؓ اور دیگر صحابیات کی قربانیوں کا تذکرہ کیا جو مردوں سے بڑھ گئیں۔ آپ نے فرمایا کہ آج آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ بھی قربانیوں میں آگے بڑھیں اور احمدیت کی نئی نسل کو اس رنگ میں ڈھالیں کہ آپ کو ان میں احمدیت کا مستقبل محفوظ نظر آئے اور وہ اسلام کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ کرنے والے نہ ہوں۔

اس کے بعد مختصراً آپ نے پردہ کا ذکر فرمایا کہ ضروری نہیں کہ برقعہ ہی ہو مگر اپنے ماحول کے مطابق جسم کو مناسب طور پر ڈھانپنا ضروری ہے۔ اس کے بعد آپ نے دعا کروائی اور لجنہ اماءاللہ کا یہ سیشن پوری کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

ترجمہ

جملہ تقاریر کا ترجمہ ٹمنی اور مینڈے میں کیا گیا۔ دو دو ترجمانوں کے دو گروپ بنائے گئے جو باری باری بڑی ہمت اور حوصلے سے اور بڑی فصاحت سے اس فرض کو نبھاتے رہے۔

میڈیکل کیمپ

جلسہ گاہ سے ملحق ایک کمرے میں میڈیکل آفس کھولا گیا جس میں ڈاکٹر محمد اشرف صاحب میڈیکل آفیسر نصرت جہاں کلینک فری ٹاؤن دن کو اور ڈاکٹر شیخو تاجو صاحب میڈیکل آفیسر گورنمنٹ ہسپتال کینما، رات کو ڈیوٹی دیتے رہے۔ اس طرح چوبیس گھنٹے میڈیکل کی سہولت میسر رہی جس سے حسب ضرورت احباب نے فائدہ اٹھایا۔

بکسٹال

اس موقع پر ایک بکسٹال کا اہتمام بھی کیا گیا تا کہ تمام نمائندگان کو سلسلہ کی مختلف کتب سے تعارف حاصل ہوسکے۔ اس موقع پر گیارہ لاکھ چھتیس ہزار (1,136,000-00) لیونز کی کتب فروخت کی گئیں۔ الحمدللہ علی ذالک

مہمان

جلسہ کے تینوں روز بکثرت مہمان بھی جلسہ گاہ میں حاضر ہوتے رہے۔ ان میں کئی امام، چیف امام اور ایک کثیر تعداد عام لوگوں کی تھی۔

احباب جماعت اس عزم کے ساتھ واپس گئے کہ اگلے سال کئی گنا ہوکر جلسہ میں شامل ہوں گے۔ انشاءاللہ۔ احباب جماعت احمدیہ عالمگیر سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ ہمیں اس عزم پر پورا اترنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی)

خرّاٹے کیا صرف مرد ہی لیتے ہیں

برطانیہ میں ایک ادارہ قائم ہے جسے لندن خراٹا سینٹر (London Snoring Centre) کہتے ہیں۔ اس ادارے کے ایک ترجمان ڈاکٹر نے کہا ہے کہ برطانیہ میں تقریباً ایک کروڑ مرد خراٹے لیتے ہیں (برطانیہ کی کل آبادی ۶ کروڑ ہے) لیکن عورتیں اس مرض سے آزاد نہیں ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً نصف کروڑ عورتیں بھی خراٹے لیتی ہیں لیکن وہ اس کا اظہار کرنے سے شرماتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے خیال میں خرّاٹے لینا ایک مردانہ صفت ہے اور عورتوں کے اعتراف کرنے سے کہ میں خراٹے لیتی ہوں ان کی نسوانیت پر آنچ آتی ہے۔ ترجمان نے عورتوں کو تسلّی دیتے ہوئے کہا کہ اس میں گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بڑی عام بیماری ہے اور اس کا علاج بڑی آسانی سے ایک اپریشن سے کیا جاتا ہے جسے Somnoplasty کہتے ہیں۔ گو کہ ترجمان کے مطابق یہ آپریشن آسان ہے لیکن یہ ہر دفعہ کامیاب نہیں ہوتا۔ اس لئے اپنے ENT ڈاکٹر سے تب ہی رجوع کرنا چاہئے جب راتوں کی نیند (یعنی ساتھی کی نیند) اور زندگی اجیرن ہو چکی ہو۔

کیا بوڑھوں کو بھی علاج سے دل کی بیماری سے روکا جاسکتا ہے؟

یہ سوال ڈاکٹروں کے ذہن میں کئی بار اٹھتا ہے کہ اگر بوڑھوں میں کولیسٹرول زیادہ نکلے اور بلڈ پریشر زیادہ ہو لیکن وہ بظاہر ٹھیک ٹھاک ہوں تو اگلے علاج کی ضرورت ہے یا نہیں۔ ایک خیال یہ تھا کہ ان لوگوں میں قوت مدافعت زیادہ ہے اور باوجود بلڈ پریشر اور ذیابیطس اور کولیسٹرول کے یہ پھر بھی بڑی عمر کو صحیح و سلامت پہنچ گئے ہیں اور اب بعید نہیں کہ باقی عمر بھی بخیر و عافیت گزار دیں گے لہٰذا علاج کی ضرورت نہیں۔ مشہور جریدہ لانسیٹ (Lancet) میں ایک اہم تحقیق جسے پراسپر (Prosper) کا نام دیا گیا ہے شائع ہوئی ہے۔ اس میں ستّر سے بیاسی سال کی عمر کے افراد پر تحقیق کے کوائف شائع کئے گئے ہیں۔ یہ ایسے لوگ تھے جنہیں دل کی بیماری ہونے اور اس سے جاں بحق ہونے کا امکان اس لئے تھا کیونکہ انہیں یا تو بلڈ پریشر تھا یا ذیابیطس یا دل کی بیماری پہلے ہی سے تھی اور یا یہ سگریٹ نوشی کرتے تھے (یہ سب باتیں ان میں نہیں یا ان میں سے ایک دو یا تین امور ان میں پائے جاتے تھے۔) قریباً چھ ہزار ایسے لوگوں کو کولیسٹرول کم کرنے والی دوا Pravastatin دی گئی۔ قریباً چار سال کے بعد جو حقائق سامنے آئے اس سے یہ انکشاف ہوا کہ اس گروہ میں دل کے حملے توقع سے بیس فیصد کم ہوئے اور دل کی بیماریوں کے ذریعہ اموات توقع سے پچیس فیصد کم ہوئیں۔ جو بات توقع سے زیادہ پائی گئی وہ سرطان کی شرح تھی۔ لیکن محققین کا کہنا ہے کہ اس قسم کی ادویات کی اور بھی تحقیقات دنیا کے مختلف علاقوں میں ہوئی ہیں اور سرطان کی شرح وہاں زیادہ نہیں پائی گئی۔ اس تحقیق کے مصنفوں کا خیال ہے کہ کولیسٹرول کو اس قسم کی ادویات سے کم کرنا باوجود بڑی عمر کے فائدہ پہنچائے گا اور علاج کو اس بنا پر روکنا نہ چاہئے کہ مریض عمر رسیدہ ہو گیا ہے۔

سگریٹ نوشی

سگریٹ نوشی کرنے والوں کی اکثریت یہ عادت چھوڑنا چاہتی ہے لیکن یہ اس قدر نشہ آور عادت ہے کہ اکثر لوگ بغیر امداد کے ایسا کر نہیں سکتے۔ کہتے ہیں کہ صرف پانچ فیصد کامیاب ہوتے ہیں۔ حالانکہ سگریٹ نوشی کے مضر اثرات تو اب تسلیم شدہ حقیقت ہیں۔ سگریٹ نوشی کے عادی قریباً پچاس فیصد افراد اسی کی پیدا کردہ امراض سے موت کا شکار ہوں گے۔ بڑی عمر کو پہنچ جانے والے (۵۰ سال سے زائد) اکثر یہ کہتے ہیں کہ اب تو یہ عادت ترک کرنے کا فائدہ نہیں کیونکہ جو نقصان ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ جبکہ یہ بات درست نہیں۔ اس عمر میں بھی اگر سگریٹ نوشی کی عادت کو ترک کر دیا جائے تو دل کی بیماری کے امکانات پہلے سال تیزی سے کم ہوتے ہیں اور پھر بقیہ دس سے بیس سال تک برابر کم ہوتے جاتے ہیں حتیٰ کہ یہ امکانات اتنے ہی ہو جاتے ہیں جتنا اس کے لئے جس نے کبھی سگریٹ نوشی نہ کی ہو۔ پھیپھڑوں کی بیماریوں کے امکانات بھی بتدریج کم ہوتے ہیں گو اس رفتار سے نہیں جس رفتار سے دل کی بیماری کے امکانات۔ کم از کم برطانیہ میں اب ایسے ادارے قائم ہو گئے ہیں جو لوگوں کو سگریٹ نوشی کی عادت توڑنے میں مدد دیتے ہیں۔ ان کی کامیابی کی شرح باون فیصد تک بتائی جاتی ہے۔

M. S. DOUBLE GLAZING
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact **Tel: 020 8664 8040**
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

عقیقہ کی حکمت

(چوھدری خالد سیف اللہ ۔ سڈنی ۔ آسٹریلیا)

بچہ کی پیدائش پر خوشی ایک فطرتی بات ہے

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے اس خوشی کے اظہار کے لئے بھی ایسی ہدایات دیں جس میں بچہ اور اس کے والدین کی خدا اور نیکی کی طرف توجہ پھرے، خدا کا شکر ادا ہو۔ جبکہ دنیا دار لوگ اس موقعہ پر راگ رنگ اور ناچ کی محفلیں سجاتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ عرب اسلام سے پہلے بھی بچہ کی پیدائش پر جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ جس کو ایک پاکیزہ رنگ دے کر قائم رکھا گیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

”بچہ جب سات روز کا ہو جائے تو اس کا نام رکھا جائے اس کے بال منڈوائے جائیں اور قربانی دی جائے“ (ابن ماجہ)۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب آپ کے نواسے حضرت حسنؓ پیدا ہوئے تو آپ کا عقیقہ کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جانور کی ایک ران دائی کو بھیج دو اور باقی خود کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ“۔ (سنن ابوداؤد)

ابن ماجہ باب العقیقہ کے حوالہ سے فقہ احمدیہ میں لکھا ہے:۔ بچہ کی پیدائش پر ساتویں روز سر کے بال اتروانا اور ان بالوں کے برابر چاندی یا سونا بطور صدقہ دینا، نام رکھنا اور عقیقہ کرنا مسنون ہے۔...... عقیقہ سے مراد جانور کا ذبح کرنا ہے۔ لڑکے کی صورت میں دو بکرے یا دنبے۔ لڑکی کی صورت میں ایک بکرا یا دنبہ ذبح کرنا چاہئے...... عقیقہ کا گوشت انسان خود بھی کھا سکتا ہے اور دوست احباب اور رشتہ داروں کو بھی دے سکتا ہے۔ پکا کر دعوت بھی کر سکتا ہے۔ غریبوں کو بھی اس میں سے حصہ دینا چاہئے۔ اگر بامر مجبوری دو جانور ذبح نہ کر سکے تو ایک پر بھی کفایت کر سکتا ہے“۔

(فقہ احمدیہ عبادات۔ صفحہ ۱۸۳)

لفظ عقیقہ کا مادہ عقّ ہے جس کے معنے ہیں

اس نے آزاد کیا۔ اس نے ذبح کیا۔ اس نے کاٹا۔ بچہ کی ولادت کا وقت بچہ اور اس کی ماں دونوں کے لئے نازک اور خطرات سے پُر ہوتا ہے۔ بچہ کی بخیر و عافیت پیدائش پر خوش ہونا اور خدا کے فضل اور عطا پر اس کا شکر ادا کرنا فطرتی بات ہے۔ بچہ ایک طرف بطنِ مادر سے آزاد ہوتا ہے دوسری طرف ہر بچہ آزاد اور معصوم پیدا ہوتا ہے۔ اس پر ساتویں روز شکرانے کے طور پر جانور ذبح کرنا خود کھانا اور رشتہ داروں دوستوں کو کھلانا اور بالخصوص غریبوں کو گوشت میں سے حصہ دینا عقیقہ کہلاتا ہے۔ پیدائش کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کرنا منع نہیں لیکن اس کو عقیقہ کا بدل بنا لینا جائز نہیں۔ کئی لوگ مٹھائی پر تو اتنا زور دیتے ہیں کہ گویا فرض ہے اور عقیقہ کو بالکل بھول جاتے ہیں یہ مناسب نہیں۔ خدا اور رسول کے احکام کو اولیت دینی چاہئے۔

بہت سے مذاہب میں بالوں کو منڈوانا

اپنے آپ کو خدا کے لئے وقف کر دینے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ نوزائیدہ بچہ کے بال منڈوانے سے بھی یہی مراد ہے کہ اے خدا ہم اس بچہ کو تیری غلامی میں دیتے ہیں۔ اسے ساری عمر اپنا بندہ (غلام) ہی بنائے رکھنا یہ شیطان یا اپنی خواہشات کا غلام نہ بنے۔ تیرا اور تیرے رسولؐ کا غلام بنے۔ وقف کی اہمیت لڑکے کے لئے بنسبت لڑکی کے زیادہ ہے کیونکہ لڑکے آزادی کے ساتھ تمام خدمات بجا لا سکتے ہیں۔ نیز لڑکے پر بیوی بچوں اور خاندان کی کفالت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور جتنا کسی پر بوجھ ہو اتنا ہی اس کے گرنے کا امکان ہوتا ہے۔ اس دوسری ذمہ داری کے پیش نظر لڑکے کی طرف سے دو جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔ لیکن حالات کے پیش نظر یہ بھی جائز ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے ایک ایک جانور ہی ذبح کیا جائے اگر کوئی ایسی مجبوری ہو کہ ساتویں روز عقیقہ نہ ہو سکے تو بعد میں جب توفیق ملے کیا جاسکتا ہے۔ انسان اپنا عقیقہ خود بھی کر سکتا ہے۔

عقیقہ کے ساتھ بالوں کے وزن کے برابر

حسبِ استطاعت چاندی اور سونے کا صدقہ بھی کرنا چاہئے بچہ کی پیدائش پر یہ صدقہ دینا نہیں بھولنا چاہئے۔ لڑکے کی صورت میں یہ بھی مناسب ہے کہ ساتویں روز اس کا ختنہ بھی عقیقہ کے ساتھ ہی کر دیا جائے۔ ختنہ بھی اس عہد کا نشان ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام او ران کے بعد آنے والے انبیاء اور بالخصوص آنحضرت ﷺ کے ساتھ خدا نے کیا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم میری باتوں کو ماننا میں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا اور تم پر دین و دنیا میں فضل فرماؤں گا۔ خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال جنت کے بدلہ میں خرید لی ہیں۔ ختنہ جس عہد کا (جو بندے اور خدا کے درمیان ہے) ظاہری نشان ہے اس کا بائبل میں بھی ذکر ہے اور قرآن میں بھی۔ پس ختنہ کرواتے وقت اس عہد کو بھی یاد کرنا چاہئے اور بعد میں بھی والدین اور بچوں کو اسے دہراتے رہنا چاہئے۔

بعض لوگ بالوں کو ساتویں روز منڈوانا

(اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو بھی) اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ بال منڈوانے وقف کرنے کی علامت ہے اور ہر کام جو سنت نبویؐ کی پیروی کی نیت سے کیا جائے اس کا ثواب ہوتا ہے۔

F0ZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

بقیہ: بغداد...... از صفحہ نمبر ۴

زیادہ کتابیں نہ تھیں اور وہ بھی راہب خانوں میں۔ قرطبہ میں ہرسال ۶۰،۰۰۰ ہزار کتابیں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔خلیفہ الحکم ثانی (اندلس) کی لائبریری میں چار لاکھ کتابیں تھیں۔قرطبہ یونیورسٹی اور ٹولیڈو میں یورپین طالبعلم تحصیل علم کیلئے آیا کرتے تھے۔

ہرعروج کو زوال ہے اس زوال کے تین اسباب تھے ایک تو یہ کہ مسلمانوں میں تنگ نظری پیدا ہوگئی اور مذہبی تعصب بڑھ گیا۔دوسرے اسلام ترقی کی اعلیٰ منزل پر پہنچ گیا تھا اس سے زیادہ ممکن نہ تھا تیسرے تراجم کا کام ختم ہونے پر علمی جوش وخروش بھی ماند پڑ گیا۔

مسلمانوں پر جب زوال کا دور آیا تو یورپ میں نشاۃ ثانیہ (1400-1500) کا دور شروع ہوگیا۔ پرانے علوم کو سمجھنے اور نئے علوم اور ٹیکنالوجی بنانے کا یہ دور اٹلی کے شہروں فلورنس، میلان، روم اور وینس سے شروع ہؤا اور جلد ہی اس نے پیرس، آکسفورڈ، ہمبرگ، اور دوسرے شہروں کو نئے علوم سے منور کرنا شروع کر دیا۔ یہ تجدید ہر علم میڈیسن، اسٹرانومی، فزکس، ریاضی، کیمسٹری، آرٹس، آرکی ٹیکچر، اور نئے ممالک کی دریافت سے شروع ہوئی۔مگر اس کے پیچھے اصل محرک عربی کتب کا لاطینی اور دوسری یوروپین زبانوں میں تراجم کا کام تھا۔اب ان یوروپین مترجمین کی مختصر روئیداد یہاں پیش کی جاتی ہے۔

بارہویں صدی کے تراجم

یورپ میں عرب اسٹرانومی اور ریاضی کا تعارف پوپ سل ویسٹر دوم (Pope Sylvester II) (وفات ۱۰۰۳ء) کے ذریعہ ہؤا۔ اس کے بعد گیارہویں صدی میں میڈیسن کی عربی کتب سے ترجمہ کا کام ایک اطالین باشندے Constantine the African نے کیا۔

مسلمانوں اور یورپ کے ممالک کے درمیان پہلا علمی تعلق بارہویں صدی میں صلیبی جنگوں سے شروع ہؤا۔ چنانچہ پیرس میں پہلا ہسپتال فرانس کے بادشاہ Louis IX نے 1260 میں صلیبی جنگ سے واپس آنے کے بعد تعمیر کیا۔عربی زبان سے ترجمہ کا کام یورپ کے سکالرز نے سسلی، سپین اور نارتھ افریقہ کے ممالک سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد شروع کیا۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ترجمہ نگار سٹیفن آف پیسا 1127 کا نام آتا ہے جس نے علی ابن عباس کی میڈیسن میں کتاب کا ترجمہ کیا۔

ترجمہ کا کام پہلے پہل ان شہروں میں کیا گیا: Barcelona, Tarazona, Segovia, Leon, Pamplona, Narbonne, Marseilles مگر رفتہ رفتہ ان شہروں سے یہ کام منتقل ہونا شروع ہؤا ور طلیطلہ (Toledo) اس کا مرکز بن گیا۔طلیطلہ کو اب وہی مقام حاصل ہوگیا جو بغداد کو ایک زمانے میں تھا۔جس طرح حنین ابن اسحٰق ایک وقت میں ترجمہ نگاروں کا لیڈر تھا یہاں جیرارڈ آف کریمونا (Gerard of Cremona) ترجمہ کرنے والوں کا لیڈر تھا۔جیرارڈ کے تراجم سے ریاضی، اسٹرانومی، فزکس، میڈیسن، فلاسفی، کیمسٹری میں موجود علم کا تمام ذخیرہ عربی سے لاطینی میں منتقل ہوگیا۔ٹولیڈو میں ترجمہ کرنے والے بعض لوگ عربی سے نابلد تھے اس لئے انہوں نے لفظی ترجمہ کیا اور جب اس کا متبادل لفظ نہ ملا تو عربی الفاظ کو لاطینی بنا کر لکھ دیا۔ جیسے کیمسٹری کے الفاظ alkali, alchohol, antimony, borax, camphor, elixir, syrup, talc, tartar, alembic ستاروں کے نام Altair, Aldebaran, Betelgeuse, Rige, Vega اسٹرانومی کی اصطلاحیں nadir, azimuth, zenith, almanac, theodolite, ریاضی میں zero, sine, root, algebra, algorithm, پودوں کے نام Lemon, coffee, lilac, jasmine, saffron, sesame

جیرارڈ آف کریمونا (۱۱۱۷ء۔۱۱۸۷ء) اٹلی کا باشندہ تھا اس نے بطلیموس کی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہا مگر وہ صرف عربی میں دستیاب تھی اس لئے اس نے عربی سیکھ لی اور سب سے پہلے اس کا ترجمہ ۱۱۷۵ء میں کیا۔ٹولیڈو میں نقل مکانی کرنے کے بعد اس کو عربی میں علم کی ہرشاخ پر کتابیں مل گئیں اور ۱۱۸۷ء میں جب اس کی رحلت ہوئی تو وہ ۷۱ کتابوں کا ترجمہ مکمل کر چکا تھا۔ان میں سے سب سے اہم بطلیموس کی المجسطی اور ابن سینا کی القانون تھیں۔اس کے علاوہ جو اہم کتب اس نے ترجمہ کیں ان میں الرازی کی کتاب المنصوری، الزہراوی کی التصریف، بنو موسیٰ کے تراجم، جابر ابن افلاح اور الزرقالی کی زج۔الخوارزمی۔ثابت ابن قرۃ۔الفارابی۔الکندی۔الفرغانی۔ ابومشعار۔ما شاء اللہ۔قسطا ابن لوقا۔احمد ابن یوسف۔ ثابت ابن قرۃ۔ ابوکامل۔ الزرقالی کی کتب کے تراجم کئے۔

بارہویں صدی کے مترجمین

بارہویں صدی کے معروف مترجمین کے نام یہ ہیں:

Marc of Toledo, Joseph Qimhi, Judah ibn Tibbon, Samuel ibn Tibbon, Eugene the Emir, Burgundio of Pisa.John of Seville, Gundisalvo, Bar Hiyya, Ibn Ezra, Robert of Chester. Adelard of Bath,

مذکورہ مترجمین نے کتابوں کے تراجم عربی سے لاطینی یا عبرانی میں کئے وہ یہ ہیں۔الکندی کی چار کتابیں جو سٹراس بورگ ۱۵۳۱ء اور وینس ۱۵۵۶ء سے شائع ہوئیں۔ الرازی کی تین کتابیں، ۱۵۰۰ء (میں وینس سے)۔ ابو القاسم الزہراوی کی سرجری پر کتاب التصریف وینس ۱۴۹۸ء۔ابن سینا، ابن الوفید اور علی ابن رضوان کی طب پر کتابیں۔ جابر ابن حیان کی کتابیں۔رابرٹ آف چیسٹر نے یونانی میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ ۱۱۵۰ء میں کیا۔ پھر مارک آف ٹولیڈو نے قرآن مجید کا ترجمہ ۱۲۰۰ء میں کیا۔ حنین ابن اسحٰق کے جالینوس کی کتابوں کے تراجم۔ابن جبرائیل کی کتاب الاخلاق۔ بطلیموس کی کتاب المناظر۔ افلاطون اور ارسطو کی کتابوں کے عربی تراجم۔ الغزالی کی مقاصد الفلاسفہ۔ الفرغانی کی مقاصد حرکات السماویہ۔قسطا ابن لوقا کی کتاب الفصل بین الروح والنفس۔ الفارابی کی احساءلعلوم۔ابن سینا کی الشفاء۔ابومشعار کی کتاب المدخل الی احکام النجوم۔ علی ابن عباس کی کتاب المالکی۔

یہاں انگریز عالم ایڈے لارڈ آف باتھ (۱۱۱۶ء۔۱۱۴۲ء) کا ذکر ضروری ہے کیونکہ عربی سے تراجم کا کام اس نے سب سے پہلے شروع کیا۔اس نے عربی سے الخوارزمی کی ستاروں کی زج کے ساتھ دوسری کتابوں کے تراجم کئے۔ نیز اقلیدس کی پندرہ کتابوں کے عربی سے تراجم کئے۔

جوڈا ابن طبون ۱۱۵۰ء۔۱۱۸۰ء کو فادر آف جیوش ٹرانسلیٹرز یعنی یہودی مترجمین کا بابا آدم کہا جاتا ہے.اس نے عربی سے ان کتابوں کے عبرانی میں تراجم کئے۔کتاب الامانت۔ کتاب الاخلاق۔ کتاب الاصول۔کتاب الج۔کتاب الہدایت۔

تیرہویں صدی کے مترجمین

تیرہویں صدی میں جن مشہور عالموں نے تراجم کا کام کیا ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

Alfred of Sareshel, Michael Scott, Steven of Saragossa, Peter Gallego, Phillip of Tripoli, Ibn Hasdai, Samuel ibn Tibbon, Jacob Anatoli, Robert Grossteste, Arnold of Villanova, Robert the Englishman, Banacossa, Hermann the German, Faraj Ben Saleem, Abraham of Toledo,Moses ibn Tibbon,

جن کتابوں کے تراجم کئے گئے وہ یہ ہیں: ارسطو کی پودوں پر کتاب، ابن سینا کی الشفاء کا کیمیا والا سیکشن۔البطروجی کی کتاب الصیئۃ، ابن رشد کی ارسطو کی منطق کی کتب کی تفاسیر۔ابن الجزار کی کتاب ادویہ المفردہ۔ امام الغزالی کی میزان العمل۔ جالینوس کی کتاب پر علی ابن رضوان کی تفسیر۔موسیٰ ابن میمون کی دلالۃ الحیرین اور تین مزید کتابیں۔ بطلیموس کی المجسطی اور ابن رشد کا اس کا خلاصہ۔ الفرغانی کی کتاب السماویہ۔الفارابی کی منطق پر کتاب۔ابوصلت امیہ کی ادویہ المفردہ۔ الکندی کی ادویہ المرکبہ۔ ارسطو اور جالینوس کی مزید کتابیں۔ابن رشد کی کتاب الکلیات (۱۲۵۵ء)۔ابن سینا کی طب پر نظم ارجوزہ فی الطب۔ابن میمون کا مقالہ فی تدبیر الصحہ، اور السموم والمتحرز۔ الرازی کی کتاب الحاوی۔ ابن جزلہ کی تقویم الابدان۔ابن الہیثم کی کتاب الباری فی احکام النجوم۔ فی ہیئت العالم۔عبد الرحمٰن صوفی کی کتاب الکواکب (۱۲۵۶ء)۔ ابن ابی الرجال کی کتاب الباری۔ قرآن پاک کی سترہویں سورۃ المعارج کا لاطینی میں ترجمہ۔الزرقالی کی اصطرلاب پر کتاب الصفیحہ۔ الرازی کی کتاب المنصوری۔ الزہراوی کی کتاب التصریف۔ارسطو کی کتاب الطبیعات۔ جابر ابن افلاح کی اصلاح المجسطی۔ اقلیدس کی کتاب المفرودات۔ ابن ظہر کی کتاب الاغذیہ۔

بارہویں صدی میں جو اہم کام تراجم کا جیرارڈ آف کریمونا نے کیا وہی کام تیرہویں صدی میں مائیکل سکاٹ (۳۵۔۱۲۰۰ء) نے کیا۔خاص طور پر اس کے عربی سے تراجم کے ساتھ یورپ تین امور سے متعارف ہؤا۔ارسطو کی زوآلوجی پر کتب۔البطروجی کی اسٹرانومی اور ابن رشد کی فلاسفی۔مائیکل نے ابن رشد کی کتب کے جو تراجم کئے ان سے یورپ کے سکالرز کی عقل کی آنکھیں کھل گئیں۔مائیکل سکاٹ نے سب اہم تراجم ٹولیڈو میں کئے۔جن کی قدرے تفصیل یہ ہے: کتاب الھیئۃ (البطروجی)۔ ارسطو کی کتابیں اور ابن رشد کی شرح۔ ارسطو کی کتاب النفس اور ابن رشد کی شرح۔ابن سینا کی کتابیں۔موسیٰ ابن میمون کی کتاب الفرائض اور دلائل الحیرین۔

چودہویں صدی کے مترجمین

Samuel ben Judah, Isaac ben ، Nathan, Vignai, Solomon ben labi, Moses ben Solomon،Shaprut

جن کتابوں کے تراجم کئے گئے: قسطا ابن لوقا کی کتاب العمل کرہ الفلکیہ۔اور فی تدبیر الابدان۔ ابن جبرائیل کی مختار الجواہر۔ابن رشد کی شرح ارسطو کی مابعد الطبیعات پر کتاب۔ارشمیدس کی کرہ الاستوانہ۔ ابن رشد کی تحافہ التحافہ۔ابن رشد کی بطلی موس ، ارسطو اور فلاطون کی تمام کتابوں پر تفاسیر اور تلخیص۔ابن معاذ (اشبیلہ) کا سورج گرہن پر مقالہ (۱۰۷۹ء)۔ ابن ظہر کی طب پر کتابیں۔ابن میمون کا مقالہ فی التوحید۔ امام الغزالی کی مقاصد الفلاسفہ۔ ابن وفید کی کتاب الوصاد۔ابن سینا کی کتاب النجات۔فخر الدین الرازی کی کتاب المباحث الشرقیہ۔ابن سینا کی القانون۔

چودہویں صدی میں عربی زبان سے لاطینی میں تراجم کا کام کم ہوگیا مگر عربی سے عبرانی میں کتابوں کے تراجم یہودی عالموں نے بہت کئے۔ اسی طرح یونانی سے لاطینی میں تراجم کا کام بھی شروع ہوگیا کیونکہ بعض عالموں نے یونانی زبان سیکھ لی تھی۔ بعض یہودی عالموں کو عربی زبان پر عبور حاصل تھا اسلئے انہوں نے اپنی کتب کا خود عبرانی میں ترجمہ کیا۔عیسائی ترجمہ نگاروں کی اکثریت کا تعلق چرچ سے تھا یا وہ راہب تھے یا پادری۔

ایک مصنف C.H. Haskins نے ان تراجم اور نشاۃ ثانیہ کے بارہ میں کیا خوب کہا ہے: On the scientific side the renaissance of the 12th century was thus a Greek as well as an Arabic renaissance. The current language of science was by this time Arabic. The Whole scientific movement from Spain and Provence was Arabic in its origin. (Page 301, Resaissance of 12th Century)

ان کتب کے تراجم کے بعد تیرہویں صدی میں یورپ میں یونیورسٹیوں کی ابتدا ہوئی اور پیرس، آکسفورڈ، روم، پیڈوا۔ سالیرنو۔ بولونیا۔ ماؤنٹ پیلئیر میں یونیورسٹیاں کھل گئیں اور یورپ کے لوگ علم کے نور سے منور ہونا شروع ہوگئے اور جہالت کا دور ختم ہو گیا۔ ان یونیورسٹیوں میں عرب مصنیفین کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں جیسے ابن سینا کی القانون سولہویں صدی تک یورپ میں مقبول رہی۔ ایک زمانے میں پیرس کی یونیورسٹی کی فیکلٹی آف میڈیسن کی کل کتابیں القانون اور الحاوی، پر مشتمل تھیں۔ چھاپہ خانہ کی ایجاد کے بعد عربی کی کتابیں یورپ کے کئی شہروں سے شائع ہوتی تھیں جیسے الزہراوی کی التصریف وینس سے ۱۴۹۷ء۔ پھر بازل سے ۱۵۴۱ء اور آکسفورڈ سے ۱۷۷۸ء میں۔ الرازی کی الحاوی ۱۴۸۰ء میں اور الجدری والحسبہ لندن سے ۱۸۴۸ء میں۔ الباطنی کی دو کتابیں اور زج روم ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئیں۔ ابن سینا کی القانون روم سے ۱۵۹۳ء میں عربی میں شائع ہوئی۔ یاد رہے کہ سات سو سال تک ۸۰۰۔۱۵۰۰ سائنس کی تمام کتابیں عربی میں لکھی جاتی تھیں جسطرح آجکل کتابیں انگریزی میں لکھی جاتی ہیں۔

ان مترجمین نے عرب اور مسلمان مصنفین کے نام لاطینی میں بدل دئے جیسے ابن سینا Avicenna۔ ابوالقاسم Abulcasis۔ الخوارزمی Algorism۔ الزرقالی Arzachel۔ علی عباس Haly Abbas۔ ابن ظہر Avenzoar۔ الصوفی Alzophi۔ ابن رشد Averroes۔

یورپ میں ان عربی کتب اور علوم کے پہنچنے کا ایک ذریعہ سسلی کا ملک بھی تھا جہاں مسلمانوں نے ۲۵۰ سو سال تک حکومت کی تھی۔ جب ۱۰۹۱ء میں اسلامی حکومت یہاں ختم ہوگئی تب بھی یہاں کے عیسائی بادشاہ جیسے راجر دوم اور فریڈرک اسلامی علوم سے بہت متأثر رہے۔ فریڈرک دوم کے دربار میں عرب حکماء اور مصنفین جمع ہوا کرتے تھے، وہ خود ان کی کفالت کرتا تھا۔ اسی طرح سسلی کے یہودیوں نے بھی عرب کتابوں کے تراجم کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایسے یہودی مترجمین میں Farragut(1285), Mesue of Palermo, Faraz ben Salem کے نام قابل ذکر ہیں جنہوں نے میڈیکل کتابوں کے تراجم کئے۔ فراز نے الرازی کی کتاب لحاوی کا لاطینی ترجمہ کیا جبکہ فراغوت نے ابن الجزلہ کی کتاب، نیز علی عباس اور حنین کی کتابوں کے تراجم کئے۔

ویسٹرن اٹلی میں Burgundio of Pisa کا نام قابل ذکر ہے جس نے جالینوس کی کتابوں کے تراجم کئے اسی طرح ایک اور یہودی Banacosa نے پڈوآ کے شہر میں ابن رشد کی کتاب الکلیات کا ترجمہ کیا۔ اٹلی میں یونیورسٹی آف نیپلز ۱۲۲۴ء اور پڈوآ کے قیام کے بعد بھی اسلامی اثر مغربی یورپ پہنچا۔

بغداد کا زوال

جب یورپ میں علم کی روشنی پھیلنا شروع ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کے اطوار، اخلاق، عادات کو اپنانا شروع کر دیا تو خود مسلمان جہالت کے دور میں ڈوبنا شروع ہو گئے۔ اس کی کئی وجوہات تھیں مگر بادی النظر میں جو قابل قبول ہے وہ یہ کہ جنگجو قوموں نے بغداد کی خوشحالی سے حسد کرتے ہوئے اس پر حملے کرنے شروع کر دئے جیسے ۱۲۱۸ء میں چنگیز خان نے حملہ کیا اور پھر ۱۲۵۶ء میں ہلاکو خاں نے حملہ کر کے شہر کو تہس نہس کر دیا۔ ۱۰ فروری ۱۲۵۸ء کو بغداد نے ہتھیار ڈالے اور اس کے کتب خانوں سے کتابوں کو جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ جو کتابیں بچ گئیں ان کو دجلہ میں پھینک دیا گیا کہ دریا کا پانی ان کی سیاہی سے سیاہ ہو گیا۔ ۱۴۰۱ء میں تیمور لنگ نے حملہ کر کے باقی کی کسر نکال دی۔

سلطنت عثمانیہ کے زیر اثر عراق تین صوبوں (ولایت) میں تقسیم تھا۔ بغداد ان میں سے ایک صوبہ کا دارالحکومت تھا۔ ۱۹۲۱ء میں فیصل ابن شاہ حسین نے اس کو اپنا صدر مقام مقرر کیا۔ مگر ۱۹۵۸ء میں بادشاہت کو ختم کر دیا گیا اور عراق ری پبلک بن گیا۔

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر ۱۶

واپسی پر انہوں نے ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن اور سیز کے ایک مشترکہ اجلاس میں جماعت احمدیہ کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا:۔

''نہ صرف یہ کہ احمدی جماعت کی طرف سے مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی بلکہ فنی امداد میں بھی کمال حسن کارکردگی کا جو معیار پیش کیا گیا وہ حیرت میں ڈالنے والا تھا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کی تنظیم اور وہ جذبہ جس پر پوری تنظیم کی بنیاد ہے یقیناً از حد قابل تعریف ہے''۔

(الفضل ۱۸/ نومبر ۱۹۴۷ء۔ تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۸۷)

مسٹر سپیٹ نے تقسیم پنجاب و بنگال کے متعلق ۲۲ صفحات پر مشتمل ایک مضمون بھی سپرد قلم کیا جو جغرافیکل جرنل (The Geographical Jounal) کے شمارہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں چھپا۔ اس اہم مضمون کے آخر میں انہوں نے انگلستان کے جغرافیہ دان سکالرز کی ایک میٹنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

Probably , the only non-geographer present in the meeting, the Imam of the London Mosque, Mushtaq Ahmad Bajwa, made a very interesting revelation: "I want, first, to express the gratitude of the Ahmadiyya community to Dr. Spate for proceeding to the Punjab to help us in the preparation of our case. .....I may say that we were considering the payment of Pounds 15,000 for the undertaking, but..... I found him prepared to do what he could.... for nothing.... as a labour of love Qadian..... is situtated in Gurdaspur District, which is a contiguous Muslim majority area, and according to the terms of reference.... ought to have been placed in Pakistan....The Boundary Award incorporated the whole district of Gurdaspur into India, except one tehsil..... History will, without doubt, regard this incident as an aggression..... we and Dr. Spate did our duty and we leave it to future historians to judge the justice of our cause". Spate replied, "My friend, the Imam flatters me when he suggests that I would have been altogether insensible to pounds 15,000 .....had I known it....."

(بحوالہ ڈان میگزین کراچی ۲/مارچ ۲۰۰۳ء صفحہ ۲)

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

نائجیریا کی ایک خوبصورت مسجد کا منظر جسے ایک نومبائع احمدی نے تعمیر واکر جماعت کے حوالہ کیا

مسجد احمدیہ DOME, ACCRA غانا کا ایک خوبصورت منظر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ بیکار نوجوان کام کریں۔ اگر روزانہ دو چار آنہ بھی وہ کما سکیں تو ان کے مال کی زیادتی، اخلاق کی درستی اور ان کے والدین کے بوجھ کی کمی کا موجب ہوگا۔ کاش میری اسی نصیحت کی قیمت ہماری جماعت کے ذہنوں میں آجائے اور ہزاروں نوجوان جو گھروں میں بیٹھے آئندہ کی خوابیں دیکھ رہے ہیں اور حقیقتاً خودکشی کر رہے ہیں۔ اپنی بیوقوفیوں سے باخبر ہو کر اپنے پر اور اپنی جماعت پر بھی رحم کریں اللّٰھم آمین''۔ (روزنامہ الفضل ۸/مارچ ۱۹۳۵ء)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم ملک محمد شیر صاحب جوئیہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۰؍اکتوبر ۲۰۰۲ء میں مکرم اکرام اللہ جوئیہ صاحب مربی سلسلہ اپنے والد محترم ملک محمد شیر صاحب جوئیہ (ریٹائرڈ ہیڈماسٹر) کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ مکرم نور محمد صاحب جوئیہ کے بڑے بیٹے تھے۔ تدریس کے میدان میں آپ کی محنت اور علم کا ہر شخص معترف تھا۔ دعوت الی اللہ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ محکمہ تعلیم کے ایک اعلیٰ افسر کو تبلیغ کی تو اُس نے آپ کی سروس فائل خراب کردی جس پر بہت خوشی کا اظہار کیا کہ خدا کے راستہ میں قربانی کا موقع ملا۔

آپ نے اپنے بچوں میں بھی خدمت دین کا جذبہ پیدا کیا۔ مضمون نگار جب جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم تھے تو اکثر بیمار رہنے لگے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ ربوہ کا پانی اور کھانا ان کے لئے موزوں نہیں ہے۔ چنانچہ پرنسپل جامعہ نے آپ کو لکھا کہ اپنے بیٹے کو واپس لے جائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم نے اسے پیدائش سے پہلے ہی وقف کردیا تھا اس لئے اب ہم اس کی نعش تو لے جاسکتے ہیں لیکن یہ برداشت نہیں کرسکتے کہ یہ زندہ رہے اور مربی نہ بنے۔ نیز لکھا کہ یہ مربی ضرور بنے گا کیونکہ ایک ملاقات کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یہ ضرور مربی بنے گا۔

جب مضمون نگار کو تنزانیہ جانے کا حکم ملا تو آپ شدید بیمار تھے اور ہسپتال میں داخل تھے۔ کسی نے کہا کہ روانگی میں چند دن کی تاخیر کے لئے درخواست کی جاسکتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ تقرر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ہے اس لئے میری وجہ سے لیٹ نہیں ہونا چاہئے۔

مہمان نوازی کا جذبہ آپ کو وراثت میں ملا تھا۔ جماعتی عہدیداروں کے علاوہ دیگر مہمانوں کا بھی تانتا بندھا رہتا۔ مضمون نگار لکھتے ہیں کہ ایک بار تحریک جدید کے ایک انسپکٹر جو دورہ پر آئے تھے بیمار ہوگئے تو آپ نے اُن کی خدمت کے لئے مجھے سکول سے متعدد چھٹیاں کروائیں اور جب پانچ چھ روز بعد وہ صحت یاب ہوئے تو آپ نے نصیحت کرتے ہوئے مجھے کہا کہ مَیں کسی شاگرد یا نوکر کے ذریعہ بھی انسپکٹر صاحب کی خدمت کرواسکتا تھا لیکن تمہارا انتخاب اس لئے کیا تاکہ تمہیں مہمان کی خدمت اور قربانی اور ثواب کے حصول کی عادت پڑے۔

بہت سے غریب طلباء آپ کی مالی اور اخلاقی مدد سے تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہوئے۔ گاؤں کی مسجد، مربی ہاؤس اور گیسٹ ہاؤس کی تعمیر میں دل کھول کر مدد کی، غریب رشتہ داروں کی مخفی ضرورتوں کا خیال رکھا۔ بہت فیض رساں وجود تھے۔ بہت متوکّل علی اللہ تھے۔ پیسہ جمع نہیں کرتے تھے لیکن جب کبھی ضرورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر عطا فرمادیا کرتا تھا۔

ایک بار آپ نے ایک بیوپاری کو بیس ہزار روپیہ میں ٹھیکہ پر اپنا باغ دیدیا۔ ابھی بیعانہ وصول نہیں کیا تھا کہ ایک دوسرے بیوپاری نے ۵۰ ہزار روپیہ کی پیشکش کی لیکن آپ نے اُس کی پیشکش ٹھکرادی اور فرمایا کہ مَیں سودہ کا زبانی اقرار کرچکا ہوں۔

ملازموں کی عزت نفس کا بہت خیال رکھتے۔ ایک بار ہم دو بھائیوں اور ایک کزن نے اپنے پانچوں نوکروں کو غلطیاں کرنے پر نوکری سے نکال دیا تو آپ نے ہمیں نہ صرف ڈانٹا بلکہ اُن کا کام ہم سے کروانا شروع کردیا۔ گُڑ تو ہم بمشکل بنالیتے لیکن پچاس جانوروں کو چارہ ڈالنا ہمارے بس کی بات نہ تھی۔ تیسرے ہی دن ہم نے والد صاحب سے معافی چاہی اور نئے نوکر رکھنے کی درخواست کی تو آپ نے ہم سے پہلے نوکروں سے ہی معافیاں منگوائیں اور اُنہیں باعزت طریقے سے واپس نوکریوں پر بحال کیا۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍نومبر ۲۰۰۲ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض صحابہؓ کے ایمان افروز واقعات مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم (سابق سوداگرمل) کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے متعلق مکرم مرزا عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ آپؓ میں تقویٰ کا ایک خاص رنگ تھا چنانچہ ایک بار بھامبڑی میں ہونے والے احمدیوں کے جلسہ میں معاندین نے فساد کردیا اور بعد میں ہمارے بزرگوں کے خلاف جھوٹی رپورٹ بھی دیدی۔ ان بزرگوں میں حضرت میر صاحبؓ بھی تھے۔ آپؓ کو باوجود ملزم ہونے کے عدالت میں کرسی دی جاتی تھی۔ ایک روز حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب جو ہمارے گواہ صفائی تھے، نے عدالت میں حضرت میر صاحبؓ کے بارہ میں کئی وجاہت کے پہلو بیان کئے کہ آپؓ ایک نہایت معزز سید خاندان سے ہیں، عالم قرآن و حدیث ہیں وغیرہ۔ جب خانصاحب یہ بیان کررہے تھے تو حضرت میر صاحبؓ کے آنسو رواں تھے۔ آپؓ نے رومال نکال کر اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور نہایت رقّت سے مجھے فرمایا: "مرزا صاحب! ان چیزوں سے انسان بخشا نہیں جاتا، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے"۔ پھر جس روز عدالت میں آپؓ کا بیان ہوا تو آپؓ نے گھر آکر مجھے بلایا اور بڑی رقّت سے فرمایا کہ مجھ سے کوئی نادانستہ غلط بیانی تو نہیں ہوگئی۔ مَیں نے تسلّی دی لیکن آپؓ کے آنسو بہنے لگے اور آپؓ فرمانے لگے کہ اللہ! اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو مجھے معاف فرمانا۔ آپؓ کا بیان واقعات کے بالکل مطابق تھا لیکن تقویٰ کا یہ حال تھا کہ ہر وقت خدا سے ڈرتے رہتے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیر قادیان کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا مقدمہ میں جب حضرت میر صاحبؓ کے بیان پر جرح ہورہی تھی تو فریق ثانی کے وکیل کے سوال کرنے پر آپؓ نے ایسا جواب دیا جس سے فریق ثانی پر حرف آتا تھا۔ وکیل نے پوچھا کہ آپؓ نے یہ بیان پولیس میں کیوں نہیں دیا تو آپؓ نے فرمایا: مَیں تو اب بھی یہ بیان دینے کیلئے تیار نہ تھا لیکن آپ نے پوچھا ہے تو مجھے مجبوراً جواب دینا پڑا۔

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب لکھتے ہیں کہ اس مقدمہ میں فریق ثانی کے وکیل نے آپؓ سے سوال کیا کہ جب بھامبڑی والوں نے جلسہ میں مزاحمت کی تو آپؓ کے دل میں اُن کے خلاف غم و غصہ ضرور پیدا ہوا ہوگا۔ آپؓ نے برجستہ جواب دیا کہ غم و غصہ نہیں بلکہ رحم اور ہمدردی کے جذبات ضرور پیدا ہوئے۔ اس جواب سے مجسٹریٹ بھی متبسم اور محظوظ ہوا۔...... مجسٹریٹ آپؓ سے باادب پیش آتا تھا لیکن آپؓ جب بھی عدالت میں داخل ہوتے تو تین چار منٹ کے لئے ملزمان کے کٹھرے میں اکیلے اور غمزدہ کھڑے رہتے۔ ہم سب بھی تعظیماً کھڑے رہتے۔ ایک روز مَیں نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپؓ چشم پُرآب ہوکر فرمانے لگے کہ آتمارام مجسٹریٹ نے حضرت مسیح موعودؑ کو عدالت میں کھڑا رہنے پر مجبور کیا تھا اس لئے جب کبھی مجھے عدالت میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو مَیں حضرت اقدسؑ کی یاد میں چند منٹ اسی طرح کھڑا رہتا ہوں۔

جب حضرت میر صاحبؓ ناظر ضیافت تھے تو ایک لڑکے نے آکر آپؓ سے بیان کیا کہ وہ کسی معزز ہندو گھرانے کا چشم و چراغ ہے اور وہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ آپؓ نے ایک اعلیٰ خاندان کا فرد سمجھ کر اُس کی خوب خاطر مدارت کی لیکن دو اڑہائی ماہ بعد پتہ چلا کہ اُس نے محض اپنا اعزاز قائم کروانے کے لئے یہ جھوٹ بولا ورنہ وہ ایک متوسط مسلمان گھرانے کا فرد ہے۔ اس پر آپؓ نے اُسے بلایا اور نہایت ہی نرمی خلق اور محبت کے ساتھ اُس پر یہ بات ظاہر کی کہ گو ہمیں اصلی واقعہ کا علم ہوگیا ہے لیکن ہم آپ کے اعزاز میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ آپ پہلے کی طرح دین کا مطالعہ جاری رکھیں اور ہرگز اس امر کو محسوس نہ کریں کہ آپ سے غلطی ہوگئی ہے...... غرض اس کو بہت تسلّی دی۔ لیکن وہ لڑکا بہت شریف النفس اور شرمیلا تھا اس لئے ایک دو دن میں ہی ندامت کی وجہ سے روپوش ہوگیا لیکن حضرت میر صاحبؓ کے شریفانہ برتاؤ اور اخلاق حسنہ کا اُس پر ایسا اثر تھا کہ احمدیت اُس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرگئی چنانچہ وہ جلسہ سالانہ اور دوسری تقریبات پر قادیان آتا مگر اکثر اپنے منہ کو مفلر وغیرہ سے لپیٹے رکھتا۔ دعوت الی اللہ میں بھی مصروف رہتا اور بہت سے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بھی بنا۔ یہ سب حضرت میر صاحبؓ کی بلندی اخلاق کی وجہ سے ہوا، ورنہ اگر اُسے ڈانٹ ڈپٹ کرکے نکال باہر کیا جاتا تو شاید وہ احمدیت کا دشمن ہوجاتا۔

محترم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۴؍نومبر ۲۰۰۲ء میں محترم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم وحید احمد جنجوعہ صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں جب محترم حافظ صاحب کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ قائم کرکے آپ کو جیل بھیج دیا گیا تو آپ کے ایک بیٹے اور ایک غیر از جماعت ڈسپنسر کو بھی اسی مقدمہ میں ملوث کرکے آپ کے ساتھ ہی جیل میں بھیجا گیا۔ آپ نے وہاں ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ یہ ابتلاء پچاس روز پر محیط تھا۔ اس دوران ڈسپنسر کو فتنہ پرداز مولویوں کی طرف سے کئی پیغام موصول ہوئے کہ اگر وہ احمدیوں سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کردے تو ایک ہی دن میں اُس کی ضمانت ہوجائے گی۔ محترم حافظ صاحب مرحوم نے بھی اُسے سمجھایا کہ تم تو احمدی بھی نہیں ہو پھر کیوں یہ سختیاں برداشت کررہے ہو، مولویوں کی بات مان کر اس عذاب سے نجات حال کرلو۔ لیکن اُس نے جواب دیا کہ آپ نے ہر قدم پر باپ بن کر میرا ساتھ دیا ہے، اگر آج مَیں آپ کو اپنے آرام کی خاطر چھوڑ جاؤں تو ساری زندگی ضمیر کے طعنے برداشت نہ کرسکوں گا۔

جب معاندین نے محترم حافظ صاحب کی تین منزلہ کوٹھی معہ انتہائی قیمتی ساز و سامان جس میں دو کاریں بھی شامل تھیں، جلاکر خاکستر کردیا اور آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بڑی مشکل سے جان بچاکر نکلنے میں کامیاب ہوئے تو قریباً ایک ہفتہ بعد جب جلی ہوئی عمارت سے دھواں نکلنا بند ہوگیا۔ ایک روز محترم ڈاکٹر صاحب، شہر کی انتظامیہ کے مشورہ کے برخلاف، وہاں پہنچے۔ چہرہ پر حسین مسکراہٹ تھی۔ ہم دو تین افراد ملبہ پر موجود تھے۔ وہی ڈسپنسر بھی وہاں تھا۔ وہ بے ساختہ آپ کے گلے لگ کر رونے لگ گیا۔ آپ نے اُس کی کمر پر تھپکی دی اور پوچھا: کیوں رو رہے ہو۔ اُس نے نقصان کا ذکر کیا تو بولے: نقصان میرا ہوا ہے یا تمہارا۔ رونا تو مجھے چاہئے لیکن مَیں تو ہنس رہا ہوں۔ پھر فرمایا: مَیں تو خوش ہوں کہ شاید میرے گناہوں کی سزا مجھے اسی دنیا میں مل گئی ہے اور اب بخشش کی امید لئے مَیں خداتعالیٰ کے حضور پیش ہوسکوں گا۔ اور یہ سب کچھ مجھے خدا نے ہی دیا تھا، اور وہ دوبارہ عطا کرنے پر بھی قادر ہے۔ چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے واقعی اُنہیں پہلے سے بھی بڑھ کر عطا کیا۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611

Vol. 10 | Friday, April 18, 2003 | Issue No. 16

حاصل مطالعه

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

زوالِ امت کا باعث ۔ ملّا ئیت

شاعرِ مشرق سر محمد اقبال کے فرزند جناب ڈاکٹر جاوید اقبال جسٹس (ر) کا نظریۂ پاکستان فاؤنڈیشن لاہور کی ایک پُر وقار تقریب سے اثر انگیز خطاب:۔

''اس وقت ہمارا معاشرہ منافقت پر قائم ہے۔ ہم خود کو جدید اور ماڈرن کہتے ہیں لیکن عملی طور پر آج بھی قدامت سے باہر نہیں نکلے۔ ہم نے آج بھی قدیم اور فرسودہ رسوم ورواج کو اپنا رکھا ہے اور اجتہاد کو ترک کر کے غربت وافلاس اور جہالت کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے ہیں''۔

''ہم ایٹمی قوت تو بن گئے ہیں لیکن قائداعظم کی وفات کے بعد سے اب تک قیادت سے محروم ہیں۔ **ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں قیادت کا فقدان ہے۔** جب تک ہم تقلید کے طوق کو نہیں اتار پھینکتے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اپنے مسائل کے حل کے لئے اسلامی قانون سازی نہیں کر سکتے اس وقت تک ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ ہمارے علماء اجتہاد کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں لیکن عملی طور پر اجتہاد کو قبول کرنے کو تیار نہیں اور **مُلّا ئیت کے باعث ہم زوال کا شکار ہیں''۔**

(روزنامہ دن ۱۲/دسمبر ۲۰۰۲ء صفحہ ۷۔۸)

نمائشی اقدامات پر انتباہ

اخبار دن کے مشہور کالم نویس جناب ڈاکٹر جمشید اسماعیل کے قلم سے:۔

''ہم نے پہلے بھی جمعۃ المبارک کی مکمل تعطیل کا تجربہ کیا تھا۔ حالات شاہد ہیں کہ مساجد میں جمعۃ المبارک کے ''اجتماعات'' میں کمی واقع ہوگئی تھی۔ لوگ چھٹی کے دن کو ویک اینڈ کی طرح ہفتہ بھر کے کام کاج کی تھکان اتارنے کے لئے سو کر جمعہ بازار یا اتوار بازار سے ہفتہ بھر کی خریداری کر کے یا اپنے ذاتی اور گھریلو نوعیت کے کام کاج کو نمٹا کر گزارتے ہیں۔ اس لئے مساجد میں حاضری میں کمی واقع ہوگئی تھی۔ موجودہ حالت میں جمعہ کے روز صبح آٹھ بجے سے ۱۲ بجے تک تین چار گھنٹے کام کرنے سے اس مبارک دن کی اہمیت کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ دفتری اوقات کار میں کمی صرف اسی مقصد کے لئے کی جاتی ہے اس لئے لوگ زیادہ اہتمام سے اور جوق در جوق جمعہ کے اجتماعات میں شامل ہوتے ہیں۔ محترم علماء کرام اور حکومت کو چاہئے کہ صرف اسلامی تشخص اجاگر کرنے کے لئے **نمائشی قسم کے اقدامات کرنے کی بجائے حقیقی اسلامی فلاحی اقدامات کی طرف دھیان دیں''۔**

(روزنامہ دن ۱۲/دسمبر ۲۰۰۲ء صفحہ ۵)

یزیدیت کا ''دربارِ شام'' پاکستان میں

یزیدیت نے پچھلی صدی خصوصاً فرعون وقت ضیاء کے دورِ حکومت سے کس ہولناک رنگ سے ہمارے وطن عزیز پاکستان کو اپنی راجدھانی بنا رکھا ہے اور ''دربارِ شام'' کو سجا رکھا ہے اس کی منظر کشی جناب رئیس وارثی صاحب نے درج ذیل الفاظ میں کی ہے:۔

''وطنِ عزیز میں یزیدیت کے پھنکارتے ہوئے ناگ قومی یکجہتی، اخوّت، بھائی چارگی، خلوص اور ایمان کی دولت کو ڈسنے کے لئے بے تاب ہیں۔ اب بھی فراتِ محبّت پر نفرتوں کی فوج کا پہرہ ہے۔ اب بھی آسودہ حالی نے قومِ رسول ہاشمیؐ سے نگاہیں پھیری ہیں۔ اب دولت سیم وزر نے رسول پاک کے نام لیواؤں کو اپنی زلف کا اسیر کیا ہوا ہے۔ اس پھول جیسے تر وتازہ وطن کی شادابی اور نکہت کو نینوا کی تپتی ہوئی مسموم ہواؤں نے جھلسا دیا ہے۔ ارضِ وطن کی مقدس سرزمین کو صوبائی، لسانی، گروہی اور نسلی عصبیتوں کا گہوارہ بنانے کی منحوس سازشیں کی جا رہی ہیں۔ یہ وطن جسے لاکھوں فرزندانِ توحید نے اپنے پاک لہو سے سینچ کر گلدستۂ صحنِ ارم بنانے کی سعی لازوال کی۔ جسے ہزاروں عصمتوں کی قربانی سے بیشمار اسلام کے جیالوں کی نقل مکانی کے بعد حاصل کیا گیا۔ برہمن زادوں کی گود میں دیکھنے کی خوفناک اور بھیانک تیاریاں کی جا رہی ہیں لیکن عزم پھر عزم، حوصلے پھر حوصلے ہیں اور وہ حوصلے جنہیں عرب وعجم کے بڑے بڑے سورما زیر نہ کر سکے۔ اخوّت اسلامی کے حوصلے۔ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی مقدس ومعطّر فضاؤں میں پروان چڑھنے والے حوصلے ماند نہیں پڑ سکے۔

نفرتوں کی دیواروں کو منہدم کرنے، یزیدیت کی پھوٹ پرست پالیسیوں کو نیچا دکھانے اور اسلامی اخوت، ذہنی ہم آہنگی، قومی یک جہتی اور قومی اجتماعی اندازِ فکر کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے حسینؓ کے نام لینے والوں کو پھر عزمِ شبیریؓ سے کام لینا ہوگا۔ نفرتوں کے بت کدوں میں محبت کی اذان دینی ہوگی۔ اے فرزندانِ توحید ہوشیار!

پھر ہو رہی ہے دورِ یزیدی کی ابتدا
دنیا کو پھر ہے آج ضرورت حسینؓ کی

(ہفت روزہ تعمیر قوم کراچی ۲۶/ستمبر تا ۲/اکتوبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۷)

☆☆......☆☆☆......☆☆

امن عالم احمدی خواتین سے وابستہ ہے

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ۱۷/ستمبر ۱۹۵۰ء کو لجنہ اماء اللہ کراچی سے بصیرت افروز خطاب:۔

''عورتیں اگر چاہیں تو وہ دنیا کو مستقل طور پر دین بخش سکتی ہیں۔ عورتیں اگر چاہیں تو وہ دنیا کو مستقل طور پر ایمان بخش سکتی ہیں۔ اور یہ کام اتنا بڑا ہے کہ نپولین کی فتح یا تیمور کی فتح یا ملکہ الزبتھ کی فتح یا اور بادشاہوں کی فتوحات اس کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ تم ہمیشہ کے لئے دین قائم کرو مگر یہ کس طرح ہو سکتا ہے جب ہمیشہ کے لئے عورت دین کو قائم کرنے کی جدّوجہد نہ کرے۔ اگر عورت فیصلہ کر لے کہ میں نے آئندہ نسل کو پہلوں سے زیادہ دیندار بنانا ہے تو شیطان اس پر کس طرح قبضہ کر سکتا ہے۔ مردوں نے شیطان کا مقابلہ کیا اور ہمیشہ ناکام رہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ صرف ایک نسل کو دین قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ صرف عورت ہی ہے جو شیطان کا ہمیشہ کے لئے مقابلہ کر سکتی ہے۔ اگر عورتیں فیصلہ کر لیں کہ ہم نے آئندہ نسلوں کو خادمِ دین بنانا ہے تو شیطان کس کو بگاڑے گا۔ آئندہ نسل پر شیطان کا اثر نہیں ہوتا بلکہ ماں کا اثر ہوتا ہے۔ لیکن ماں اپنی غلطی سے اسے چھوڑ دیتی ہے اور وہ شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ یہ کہنا کہ مرد اگر تبلیغ کے لئے امریکہ گئے ہیں تو ہم بھی جائیں ایک ادنیٰ خواہش ہے۔ سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو ایسے راستہ پر چلاؤ جس پر چل کر وہ پہلوں سے زیادہ دیندار ہوں۔ پہلوں سے زیادہ قربانی کرنے والے ہوں۔ پہلوں سے زیادہ ایثار سے کام لینے والے ہوں۔ اگر تم ایسا کرو اور اگلی نسل کی عورتیں اگلی نسل کو بچائیں تو اس طرح قیامت تک خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ گویا جس کام کو تیرہ سو سال میں امام ابوحنیفہؒ نہیں کر سکے، امام شافعیؒ نہیں کر سکے، سید عبد القادر صاحب جیلانیؒ نہیں کر سکے، حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ نہیں کر سکے، شہاب الدین صاحب سہروردیؒ نہیں کر سکے۔ عورت اس کو کر سکتی ہے۔ کیونکہ عورت کے ہاتھ میں بچہ ہوتا ہے۔ بچہ بولنا سیکھتا ہے تو اپنی ماں کی گود میں۔ جذبات سیکھتا ہے تو اپنی ماں سے ہی سیکھتا ہے۔ اگر عورت اس عزم کے ساتھ کھڑی ہو جائے کہ میں اپنی آئندہ نسل کی اصلاح کروں گی تو جو کام ان بزرگوں سے نہیں ہوا۔ وہ ہمیشہ کے لئے ہو سکتا ہے اور خدا کی بادشاہت اس دنیا میں اسی طرح قائم ہو سکتی ہے جس طرح وہ آسمان پر ہے۔ حضرت مسیح نے نہایت درد سے کہا تھا کہ اے خدا جس طرح تیری بادشاہت آسمان پر ہے ویسی ہی زمین پر بھی قائم ہو۔ ہر مومن کے دل میں ایسا ہی جذبہ ہونا چاہئے۔ مگر سچ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت آسمان پر تو فرشتوں کے ذریعہ قائم ہے لیکن زمین پر وہ اسی طرح آ سکتی ہے جب عورتیں اس کو قائم کرنے کا تہیہ کر لیں۔ مرد صرف اپنے زمانہ کی اصلاح کر سکتے ہیں لیکن عورتیں آئندہ نسل کو دین پر قائم کر سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فرائض کو سمجھنے کی توفیق دے تا کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو آپ ہمیشہ ہمیش کے لئے دنیا میں قائم کر دیں اور آپ کے بعد آپ کی بیٹیاں اور پھر بیٹیوں کے بعد ان کی بیٹیاں قرآن کریم کی تعلیم کو جاری کرنے والی اور اپنے نیک نمونہ کے ساتھ اسلام کو دائمی زندگی بخشنے والی ہوں۔ اللھم آمین۔

(الازہار لذوات الخمار حصہ دوم صفحہ ۹۹۔۱۰۰ مرتبہ حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان، ربوہ۔ طبع دوم)

☆☆......☆☆☆......☆☆

تاریخ پاکستان کا ایک پوشیدہ ورق

جولائی ۱۹۴۷ء کا نصف آخر برّصغیر کے مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کی کشمکش کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس کے دوران ریڈکلف ایوارڈ کی کارروائی ہوئی۔ جماعت احمدیہ نے اس موقع پر آل انڈیا مسلم لیگ کے کیس کو دستاویزی رنگ میں اعداد و شمار اور حقائق کے ساتھ پیش کرنے میں اپنی بساط سے بڑھ کر مدد کی۔ امریکہ اور برطانیہ سے بذریعہ ہوائی جہاز باؤنڈری لٹریچر مہیا کیا۔ علاوہ ازیں امام مسجد فضل لندن چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کی کوشش سے لندن سکول آف اکنامکس کے ایک ممتاز جغرافیہ دان ڈاکٹر اوسکر ایچ کے سپیٹ (O. H. K. SPATE) کو ہزاروں پاؤنڈ خرچ کر کے مسلم لیگ کی امداد کے لئے ہندوستان بلوایا۔ انہیں نہایت ضروری معلومات نقشوں اور محضر نامہ کی تیاری کے لئے فراہم کیں اور وہ حد بندی کمیشن میں مسلم لیگ کے غیر سرکاری مشیر کے طور پر شب وروز خدمات انجام دیتے رہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔